بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جمالِ و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے



الفرقان

خاتم النبیین نمبر

ایڈیٹر - ابو العطاء جالندھری

اگست ستمبر ۱۹۵۲ (امان اکتوبر ۱۳۳۱)

چندہ سالانہ پانچ روپے — جلد ۲ — تاریخ اشاعت ۷ دسمبر ۱۹۵۲ ۸-۹ — قیمت خاص نمبر ایک روپیہ

طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری نے خالد پرنٹنگ پریس سرگودھا سے چھپوا کر
دفتر الفرقان احمد نگر سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقامِ خاتمیّت مقامِ محمدیت کا ہی دوسرا نام ہے!

کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ختمِ نبوّت کا ذکر!!

معزز اور پیارے بھائیو! رسالہ الفرقان کا "خاتم النبیین نمبر" آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسکے مضامین سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیئے جانے سے آپ کی کس بلند شان کا اعلان کیا گیا ہے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

بلاشبہ خاتم النبیین سب سے اعلیٰ مقام ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بظاہر کلمۂ شہادت میں جو بناءِ اسلام ہے خاتم النبیین کا لفظ موجود نہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل لفظ محمد اور لفظ خاتم النبیّین اپنی حقیقت اور مآل کے لحاظ سے مترادف اور ہم معنی ہیں۔ کلمۂ طیبہ میں لفظ محمد خاتمیّت کے مقام پر ہی دلالت کر رہا ہے کیونکہ محمّد کے معنے ہیں "بے انتہاء اور سب سے زیادہ تعریفوں کا مستحق"۔ امام زرقانی لکھتے ہیں :-

"فالمحمد فی اللغۃ الذی یحمد حمداً بعد حمدٍ الیٰ مالا نہایۃ لہ فلا یقف حمدہ علیٰ حد۔" (زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صـ۱۵۳)

کہ از روئے لغت محمّد اُس ذات کو کہینگے جس کی تعریف بے انتہاء ہو اور کبھی ختم نہ ہو۔ علامہ مجدالدین لکھتے ہیں:- "التحمید حمد اللہ مرۃ بعد مرۃ و انہ لحماد للہ عزّوجلّ و منہ محمد کانّہ حمد مرۃ بعد مرۃ۔" (القاموس المحیط) کہ تحمید اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار تعریف کرے۔ انسان اللہ کی تعریف کرنے سے حمّاد کہلاتا ہے اور محمّد تب کہلائیگا جب اسکی بار بار تعریف ہو"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:- "تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور در حقیقت محمّد کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمّد کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صـ۳۴۳)

آہ! کتنے دُکھ اور رنج کا یہ مقام ہے کہ اِس زمانہ کے قدر ناشناس لوگ اس مقدس انسان کو خاتم النبیین کا منکر قرار دے رہے ہیں جس کے ذرّہ ذرّہ سے آج بھی یہ آواز بلند ہو رہی ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمّد مخمّرم + گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خصوصاً اور ساری دُنیا کو عموماً مقامِ محمدیت کی پُوری شناخت بخشے۔ آمین!

خاکسار
ابوالعطاء جالندھری
۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دسمبر ۱۹۵۲

فہرست مندرجات رسالہ الفرقان

خاتم النبیین نمبر

حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیلئے سرزمین عرب کو کیوں ترجیح دیگئی؟

خانہ کعبہ ہی انسانیت کا ابتدائی اور آخری مرکز ہے

(از قلم مبارک حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

[الفرقان کے خاتم النبیین نمبر کے لئے خاکسار نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار پیش کیا کہ:۔ "سیدنا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے لئے سرزمین عرب کو کیوں ترجیح دیگئی؟" —— اس کے جواب میں حضور نے مندرجہ ذیل جواب ارقام فرمایا ہے۔ (ابوالعطاء)]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے سرزمین عرب کو اس لئے ترجیح دی گئی کہ سب سے پہلا گھر خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے اسی سرزمین میں بنا تھا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (آل عمران غ) یعنے سب سے پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے اسے مبارک اور سب دنیا کی ہدایت کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد اس وقت رکھی گئی جبکہ آدم کی نسل پھیلی نہ تھی اور ایک علاقہ میں رہتی تھی۔ جن کو ایک مرکز جمع کر سکتا تھا۔ اس کے بعد جیسا کہ بائبل اور قرآن سے ثابت ہے انسان پھیل گئے اور کئی مراکز اور مذاہب میں منقسم ہو گئے۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ کی مشیت نے چاہا کہ پھر سب انسانوں کو ایک کعبہ کے گرد جمع کیا جائے اور آدم اوّل کی طرح پھر ایک برادری میں سب منسلک ہوں۔ چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کو مبعوث فرمایا اور جس طرح وحدتِ انسانی کی ابتداء میں خانہ کعبہ انسانیت کا مرکز تھا وحدتِ انسانی کے آخری دور میں بھی اسی کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا اور وہی اس کا مستحق تھا۔ پس دورِ آخر کے بانی اور انبیاء کے سردار خاتم النبیین کو مکہ میں بھیجا گیا تاکہ وحدتِ انسانی کا نبی اور وحدتِ انسانی کا قبلہ دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

۲۶/۱۱/۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲ | الفرقان خاتم النبیین نمبر | شمارہ ۸-۹

اسماءِ الٰہیہ اور صفاتِ محمدیہ میں مطابقت!

خاتمیتِ محمدیہ کی لطیف ترین تشریح

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ——— اَنَا الْفَاتِحُ وَالْخَاتِمُ

(آیت قرآنی) (حدیث نبویؐ)

(۱)

کائنات میں انسان کا مقام سب سے اونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے کیونکہ ساری مخلوق میں سے صفاتِ باری تعالیٰ کا مظہر بننے کی قابلیت صرف انسان میں ہے وہی ہے جو اس رنگ میں رنگین ہو سکتا ہے یہی وہ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ہے جس کا ذکر آیت قرآنی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ میں ہوا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جسے تورات میں بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے کہ "تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں گے" (پیدائش ۱/۲۶) احادیث نبویہ میں اسی مفہوم کو اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔ چونکہ انسان کے اندر یہ قابلیت موجود ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (البقرہ) کہ اے انسانو! اللہ تعالیٰ کے رنگ کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر رنگ کسی کا نہیں۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مادی شکل وصورت سے پاک ہے اور رنگتوں سے بالا ہے۔ اس سے مماثلت اور مشابہت صرف صفاتی طور پر ہو سکتی ہے۔ اسی صفاتی تشابہ کو صبغۃ اللہ کہتے ہیں اور اسی کا اختیار کرنا انسانیت کا اصل امتیاز ہے۔ انسانی جوہر میں حسب ظروف یہ قابلیت موجود ہے اور انسان ہر زمانے میں اس قابلیت کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ انسانوں میں سے انبیاءؑ کو یہ مقام حاصل ہے کہ انہوں نے اس مشابہت میں نمایاں درجات حاصل کئے ہیں۔ انبیاءؑ میں سے ہمارے سید و مولیٰ فخر موجودات حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ فردِ یگانہ ہیں جنہوں نے صفاتِ الٰہیہ کے ہمرنگ ہونے میں انتہائی عروج حاصل کیا۔ ایسا عروج کہ اس سے زیادہ کسی بشر کیلئے ممکن نہیں۔

اسی بلند مقام اور امتیازی شان کی طرف آیات

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی - اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ - ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" اشارہ کر رہی ہیں - اسی حقیقتِ محمدیہ کو ایک لفظ میں کلمہ "خَاتَمُ النَّبِیّٖن" میں ذکر فرمایا گیا ہے - یہی وہ مقامِ خاتمیت ہے جسے شیخ شیراز نے اپنے والہانہ انداز میں یوں بیان کیا ہے ؎

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ ✽ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ ✽ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ

یہی وہ محمدی تجلی ہے جسے دیکھ کر آپ کا عاشق کامل بے ساختہ پکار اٹھا ؎

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشِ عظیم
(توضیح مرام صفحہ ۲۳)

(۲)

احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات اسماء الٰہیہ کے مطابق ہیں - جہاں اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ذکر ہوئے ہیں وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ننانوے (۹۹) صفاتی نام مروی ہیں - امام زرقانی نے قاضی ابوبکر بن العربی کی کتاب احکام القرآن کے حوالہ سے لکھا ہے قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِیَّةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَلْفُ اِسْمٍ وَلِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفُ اِسْمٍ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۱) کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار نام ہیں - الغرض امتِ محمدیہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے کامل مظہر تھے اور آپؐ کی صفات اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے مطابقت رکھتی ہیں -

اس مطابقت اور مشابہت کی روشنی میں خاتمیت کا مفہوم نہایت واضح ہے - یونہی لفظ پرست لوگ بات کو طول دے رہے ہیں اور حقائق پسندی کا ثبوت دینے کی بجائے قشر پر قانع ہو رہے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی امہات الصفات میں اَلْاَوَّل اور اَلْآخِر دو صفات مذکور ہیں اور ان صفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت کو احادیث میں اَلْفَاتِح اور اَلْخَاتَم کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے - بعض روایات میں اَلْخَاتَم کے ساتھ اَلْآخِر بھی حضور علیہ السلام کی صفت بیان ہوئی ہے - بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور آخریت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْآخِر سے ماخوذ اور اسکے مشابہ ہے -

یہ ایک نہایت لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتح اور خاتم کے لقب سے معراج کے موقع پر سرفراز فرمایا ہے لکھا ہے :-

فِیْمَا خَاطَبَهٗ بِهٖ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ

وجعلتک فاتحاً وخاتماً" (زرقانی
شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۴)

گویا معراج حضور علیہ السلام کے بلند ترین ارتقاء کی تعبیر ہے۔ جس طرح اس موقع پر آپ تمثلی رنگ میں تمام انبیاء کے مقامات سے اوپر چلے گئے اسی طرح آپ کے معنوی کمال کے اظہار کے طور پر اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"جعلتک فاتحاً وخاتماً"

میں نے تجھے فاتح اور خاتم یعنی اوّل اور آخر بنایا ہے۔

گویا اس طرح سے معراج کا مقام شانِ محمدیت کا انتہائی عروج ہے اور اس میں خصوصیت سے سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے صفاتِ باری تعالیٰ ھُوَ الاوّل والآخر کے مظہرِ اتم بننے کا اعلان ہے۔

حضرت امام محمد الزرقانی اس موقع پر لکھتے ہیں:۔

"ھذان الاسمان مما سماہ اللہ بہ من اسمائہ الحسنیٰ وان کان معنی الاول فی حقہ تعالیٰ السابق للاشیاء قبل وجودھا بلا بدایۃ والآخر للاشیاء بعد فنائھا بلا نہایۃ قال عیاض وتحقیقہ انہ لیس لہ اول ولا آخر وقد غفل وجہل من اعترض علی عیاض بانہ لا مناسبۃ بینھما فانھما فی حقہ تعالیٰ غیرھما فی حقہ صلے اللہ علیہ وسلم فکفاہ شرفاً تسمیتہ باسماء ربہ ومشارکتہ فی اللفظ وان اختلف المعنیٰ" (زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر ۱۳۲۶ھ)

یعنی الاوّل والآخر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی یہ نام رکھے ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اوّل و آخر ہونا اپنی شان کے مطابق ہے اور حضور علیہ السلام کا اوّل و آخر ہونا اپنے مقام کے مطابق ہے تاہم یہ امر کافی فخر کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے اسماء سے موسوم فرمایا اور آپ کو یہ صفات بخشی ہیں اگرچہ معنے میں کچھ اختلاف ہے۔"

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخریت یا خاتمیت کو سمجھنے کے لئے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے الآخر ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اسی معنے کی روشنی میں حضور علیہ السلام کے خاتم یا آخر ہونے کا مفہوم متعین ہو سکے گا۔

قابلِ غور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم "الآخر" کے کیا معنے ہیں۔ اسی کے جاننے سے خاتمیتِ محمدیہ کی حقیقت سمجھ آتی ہے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ سوتے وقت دعا یوں کہا کرتے تھے:۔

"انت الاوّل فلیس قبلک شیٔ وانت الآخر فلیس بعدک شیٔ۔" (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۲)

علامہ ابن حیان نے آیت ھُوَ الاوّل والآخر

کی تفسیر میں لکھا ہے:-

"ھو الاول الذی لیس لوجودہ بدایۃ مفتتحۃ والآخر الدائم الذی لیس لہ نہایۃ منقضیۃ وقیل الاول الذی کان قبل کل شئ والآخر الذی یبقی بعد ہلاک کل شئ.... وقال ابوبکر الوراق الاول بالازلیۃ والآخر بالابدیۃ"

(البحر المحیط جلد ۸ ص ۲۱۷)

۳۔ علامہ الزمخشری لکھتے ہیں:-

"ھو الاول: ھو القدیم الذی کان قبل کل شئ والآخر الذی یبقی بعد ہلاک کل شئ۔" (الکشاف جلد ۴ ص ۶۲)

۴۔ امام البیضاوی تحریر فرماتے ہیں:-

"ھو الاول السابق علی سائر الموجودات من حیث انہ موجدھا ومحدثھا۔ و الآخر الباقی بعد فنائہا ولو بالنظر الی ذاتہا مع قطع النظر عن غیرھا۔ او ھو الاول الذی یبتدی منہ الاسباب والآخر الذی ینتہی الیہ المسببات۔"

(انوار التنزیل جلد ۲ ص ۳۴۶-۳۴۷)

ان تفسیری اقتباسات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اول و آخر ہونا درحقیقت اسکی ازلیت اور ابدیت کے ہم معنی ہے۔ اسے اول و آخر کہنا اسکے دائمی وجود کا مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الآخر اس بات کی متقاضی ہے کہ جملہ مسببات کا سلسلہ اُس تک منتہی ہو۔ "الذی ینتہی الیہ المسببات"۔ اس معنی کا تعین اور اسکی وضاحت اس اختلافی عقیدہ سے ہو جاتی ہے جو صدیوں سے **اہلسنّت والجماعۃ** (اشاعرہ) اور **فرقہ جہمیہ** کے درمیان موجب نزاع ہے۔ بات یوں ہے کہ فرقہ جہمیہ کا اعتقاد ہے کہ ایک دن اہلِ جنت پر فناء آجائے گی اسلئے ان کے حق میں "ھُم فیہا خٰلدون" سے دوام ثابت نہیں۔ ان کے نزدیک اہلِ جنت کی بقاء اللہ تعالیٰ کی صفت الآخر کے منافی ہے۔ جہمیہ کے برعکس اہلسنّت والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ جنتیوں کی بقاء چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کے تابع ہے بالذات نہیں ہے اس لئے ان کی بقاء صفتِ باری "الآخر" کے خلاف نہیں۔ آیت قرآنی ھُم فیہا خٰلدون (البقرہ) کی تفسیر میں امام البیضاوی لکھتے ہیں "المراد بہ الدوام ھہنا عند الجمہور"۔ اس عبارت پر حاشیہ میں لکھا ہے:-

"خلافاً للجہمیۃ والذی دعاھم الی ھذا انہ تعالیٰ وصف نفسہ بانہ الاول والآخر والاولیۃ تقدمہ علی جمیع المخلوقات و الآخریۃ تأخرہ علیہ ولا یکون الا بفناء ماسواہ ولو بقیت الجنۃ واھلہا کان فیہ تشبیہ الخالق والخلق وھو محال۔"

ترجمہ:- "یہ معنے (یعنی خلود بمعنی دوام)
جہمیہ فرقہ کے خلاف ہیں۔ انہیں اس
بات کا خیال اس طرح پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی صفات میں الاوّلُ والآخِرُ کو
ذکر فرمایا ہے۔ اسکی اوّلیت کے معنے یہ
ہیں کہ وہ سب مخلوقات سے متقدم ہے
اور اس کی آخریت کا مطلب یہ ہے کہ وہ
سب مخلوقات سے متاخر ہے۔ اور یہ مفہوم
تب ہی متحقق ہو سکتا ہے جب تمام ماسوی اللہ
پر موت آجائے۔ لیکن اگر جنت اور اہلِ جنت
دائمی طور پر باقی رہیں تو اس سے خالق اور
مخلوق کا ہمرنگ طور پر باقی رہنا لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔"

جہمیہ کے اس استدلال کا جواب اہلسنت والجماعۃ
کی طرف سے بایں الفاظ دیا گیا ہے:-

"ومعنی الاوّل والآخر لیس کما
ادعوا الا انہ صفۃ کمال ومعناہ
لا ابتداء لوجودہ ولا انتہاء
لہ فی ذاتہ من غیر استناد
لغیرہ فہو واجب الوجود مستحیل
العدم وبقاء الخلق لیس کذلک
فلا یشبہہ شئ من خلقہ۔"

ترجمہ:- لفظ الاوّل اور الآخر کا وہ مطلب
نہیں جو جہمیہ فرقہ کے لوگوں نے سمجھا ہے کیونکہ
یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بطور صفتِ کمال
وارد ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا وجود ذاتی ہے وہ کسی کے سہارے کا محتاج
نہیں۔ اس کے وجود کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء۔
وہ واجب الوجود اور مستحیل العدم ہے مخلوق
یعنی اہلِ جنت کی بقاء ایسی نہیں یعنی ذاتی نہیں
پس مخلوق میں سے کوئی چیز خالق کے ہمرنگ
نہ ٹھہری۔" (حاشیہ تفسیر البیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵
مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

اس بیان سے بالبداہت ثابت ہے کہ اہلسنت والجماعۃ
کے نزدیک صفت الٰہی "الآخِرُ" کا صرف یہ تقاضا
ہے کہ غیر اللہ کا ذاتی وجود نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی
ظلیت میں باقی رہنے والے اہلِ جنت کا وجود
"الآخر" کے منافی نہیں۔ اسی مسلمہ تشریح کے مطابق
یہ کہنا بھی بالکل درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے "آخر الانبیاء" یا "الخاتم" ہونے کا
صرف یہ تقاضا ہے کہ آپ کے ظہور کے
بعد کوئی شخص ذاتی طور پر وصفِ نبوت
سے متصف نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ کہ جس طرح
اہلِ جنت کی دائمی بقاء صفتِ باری "الآخِرُ"
کے منافی نہیں۔ کیونکہ اہلِ جنت کی بقاء ذاتی
نہیں بلکہ بالعرض ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت "الآخر"
کا ہی ظلی ظہور ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد آپ کی تابعیت اور ظلیت میں
نبوت پانے والے وجود آپ کے "آخر الانبیاء"
ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ نہ اہلِ جنت کی

بقا ذاتی ہے اور نہ ہی ان ظلی اور اُمتی نبیوں کی نبوت ذاتی ہے۔

(۴)

اس جگہ مناسب ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے چند اقتباس بھی پیش کئے جائیں جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی تشریح میں تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا موصوف لکھتے ہیں:-

(الف) "تقریر متعلق معنے خاتم النبیین سے یہ بات تو سبھی اہلِ فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ موصوف بوصفِ نبوّت بالذات تو ہمارے رسول اللہ صلعم ہی ہیں۔ باقی اور انبیاء میں اگر کمالِ نبوت آیا ہے تو جناب ختم مآب صلعم ہی کی طرف سے آیا ہے۔"

(تحذیر الناس ص۳۲ مطبوعہ ۱۳۰۹ ہجری)

(ب) "جملہ کمالات میں خاتم الانبیاء کو اصل اور مصدر ماننا لازم ہے جس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ عالمِ امکان کمالات علمی ہوں یا کمالاتِ عملی دونوں میں خاتم الانبیاء اصل اور مصدر ہے اور سوا اسکے جو کوئی کچھ کمال رکھتا ہے وہ دریوزہ گر درِ خاتم الانبیاء ہے۔"

(رسالہ قبلہ نما" ص۶۷ مطبوعہ مجبوب المطابع دہلی)

(ج) "حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوّتِ معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ پر ابوّتِ معنوی اُمتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔ کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں۔ موصوف بالذات اوصافِ عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل۔ اور ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ فاعل ہوتا ہے۔ چنانچہ والد کا اسم فاعل ہونا اس پر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اس کی دلیل ہے۔ سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض۔ تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی۔"

(رسالہ تحذیر الناس ص۱۰)

(د) "اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی

آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

اس مضمون کے متعلق مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:-

"یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلعم کی جلالت و رفعتِ شان و عظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔" (رسالہ ماضی الشفرتین ترجمۃ المہند علی المفند مطبوعہ ۱۳۳۳ھ)

(۵)

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کا "وصفِ نبوت سے بالعرض متصف ہونا" یا "دریوزہ گر درِ خاتم الانبیاء ہونا" محلِ نظر یا فہم سے بالا ہو لیکن بہرحال یہ تو واضح ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد آپ کے تابع اور اُمتی نبی کا آنا خاتمیتِ محمدیہ کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آخری حصہ کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمالِ نبوت صرف اسی شخص کو ملیگا جو اپنے اعمال پر اتباعِ نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے۔ دور کیا جائے ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہِ راست مقامِ نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغِ نبوتِ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنی ایسا صاحبِ کمال ایک جہت سے تو اُمتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوارِ محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص ۶-۷)

یہ ایک عجیب توارد ہے کہ اہلسنت والجماعۃ کی طرف سے فرقہ جہمیہ کے استدلال کا جو جواب دیا گیا تھا بعینہٖ وہی جواب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے آجکل کے عوام کے استدلال کا دیا ہے۔ جہمیہ فرقہ والے اللہ تعالیٰ کے

اَلْاٰخِرُ ہونے سے جنت کے انقطاع اور اہلِ جنت کے فنا پر استدلال کرتے تھے۔ اہلسنت والجماعۃ نے جواب دیا کہ لفظ اَلْاٰخِرُ صفتِ کمال ہے اس سے اہلِ جنت کے عملاً فنا ہوجانے پر استدلال کرنا غلط ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ذاتی بقا صرف ذاتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو حاصل ہے اہلِ جنت کا بقا ان کا ذاتی نہیں بلکہ تابع اور ظلّی ہے لہذا وہ آخریتِ باری تعالےٰ کے منافی نہیں۔ لفظ الآخِرُ محض زمانی تقدم و تاخر پر دلالت کرنے کے لئے نہیں اسے اللہ تعالےٰ کے صفاتِ کمال میں سے سمجھئے۔ اسی طرح آجکل کے عوام کے بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ارقام فرماتے ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔" (تحذیر الناس ص۳)

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الخاتم یا الآخر ہونے سے آجکل کے عوام کا استدلال بعینہٖ فرقہ جہمیہ کا استدلال ہے۔ مسلکِ اہلسنت والجماعۃ اس بارے میں وہی ہے جو جماعتِ احمدیہ کا مسلک ہے۔ اس سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ فیض رسانی بھی ثابت رہتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی صفت الآخر میں اپنے دائرہ میں ہمرنگ ہونا بھی ثابت ہوجاتا ہے۔

ہمارے نزدیک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ذات باری تعالیٰ کے کامل مظہر ہونیکے باعث خاتم قرار پائے۔ مخلوقات میں جمادات، نباتات اور حیوانات علی الترتیب ایک دوسرے سے افضل اور ایک دوسرے کے خاتم ہیں۔ حیوانات (جاندار چیزوں) میں سب سے افضل اور اشرف وجود انسان کا ہے اسلئے اسے تمام کائنات میں افضل ٹھہرایا گیا ہے۔ انسان دو قسم کے ہیں۔ فَمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ وَّمِنْکُمْ کَافِرٌ (۱) مومن (۲) کافر۔ کافر چونکہ شر البریۃ ہوتے ہیں اسلئے ان کو چھوڑ دیا جائے تو قابلِ ذکر انسان صرف مومن رہ جاتے ہیں۔ ایمانداروں کے چار درجات ہیں (۱) صالح (۲) شہید (۳) صدیق (۴) نبی۔ ان چار قسموں میں اعلیٰ اور افضل وجود انبیاء کا ہے۔ گویا ہر نبی انسانیت کا خاتم ہوتا ہے اور اسپر آکر انسانیت کا خاتمہ ہوجاتا ہے لیکن یہ نبی بھی باہم مختلف مراتب رکھتے ہیں۔ ان میں سے سب سے اعلیٰ اور افضل نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسلئے وہ خاتم النبیین ہیں خاتم النبیین کا مقام اسی وجود اقدس کو مل سکتا تھا جو قاب قوسین کے مقام پر صفاتِ باری کا مظہر کامل ہے۔ پس جس طرح الآخر (صفت باری) ظلّی وجودوں کے منافی نہیں اسی طرح خاتم (صفت نبوی) بھی ظلّی نبیوں کے منافی نہیں۔

کتبِ سماویہ کی پیشگوئیوں کے رو سے خاتم النبیین کی تفسیر!

"بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قرآن مجید میں سب سے بڑا لقب خاتم النبیین ذکر ہوا ہے۔ اسی سے آپ کی انبیاء و مرسلین پر سیادت کا اعلان کیا گیا ہے۔ گویا آنحضرتؐ کا خاتم النبیین ہونا وہ **امتیاز** ہے جو کسی اور پیغمبر کو حاصل نہیں ہوا۔

قرآن مجید نے دعویٰ فرمایا ہے النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ (الاعراف ۱۵۷) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ امی نبی ہیں جن کا ذکر تورات و انجیل میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جو پیشگوئیاں تورات اور انجیل میں پائی جاتی ہیں ان میں آپ کی جن صفات کا ذکر ہوگا ان میں آپ کی اس **امتیازی شان** (خاتم النبیین) کا بیان لازمی ہے۔

ذیل میں تورات و انجیل سے حضور علیہ السلام کے بارے میں شاندار پیشگوئیاں درج کی جاتی ہیں۔ ان پر یکجائی نظر ڈالنے سے واضح ہو جائے گا کہ آپ کی خاتمیت کا کیا مفہوم ہے اور صحفِ سماویہ میں اس مفہوم کی طرف کن الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے؟:-

(۱) "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے **تجھ** (موسیٰ) سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔" (استثناء ۱۸/۱۸)

(۲) "خداوند کے لئے ایک **نیا گیت** گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر سے گزرتے ہو اور تم جو اس میں بستے ہو۔ اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سر تا سر اسی کی ستائش کرو۔ بیابان اور اس کی بستیاں **قیدار** کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے **سلع** کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں اسکی ثناخوانی کریں گے۔" (یسعیاہ ۴۲/۱۰-۱۲)

(۳) "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی **سچائی کا روح** آئے گا تو تم کو **تمام سچائی** کی راہ دکھائے گا۔" (انجیل یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

(۴) "**خداوند** سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ **فاران** ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک **آتشی شریعت** ان کے لئے تھی۔" (استثنا ۳۳/۲)

(۵) "آسمان خوشی کریں اور زمین شادیانہ بجائے۔

سمندر اور اس کی معموری شور کریں۔ میدان اس
سب سمیت جو اُن میں ہے باغ باغ ہوں۔ بن کے
سارے درخت لہلہائیں۔ خداوند کے آگے کیونکہ
وہ آتا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے آتا
ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی
سے لوگوں کی عدالت کرے گا۔" (زبور ۹۶/۱۱-۱۳)

(۶) انگوری باغ کی تمثیل کے آخر میں بیٹے اور نوکروں کے
ذکر کے بعد حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں:-

"جب باغ کا مالک آئے گا تو ان
باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے
اس سے کہا ان بُرے آدمیوں کو بُری طرح ہلاک
کریگا۔ اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو
موسم پر اسکو پھل دیں۔" (متی ۲۱/۴۰-۴۱)

(۷) بائبل کے آخری صحیفہ مکاشفہ یوحنا میں لکھا ہے:-

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا
دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک
سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی
کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اس کی آنکھیں
آگ کے شعلے ہیں اور اسکے سر پر بہت سے تاج ہیں اور
اسکا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اسکے سوا اور
کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی
پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ اور اسکا نام کلام خدا کہلاتا
ہے اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور
سفید اور صاف کتانی کپڑے پہنے ہوئے اسکے پیچھے پیچھے
ہیں اور قوموں کے مارنے کے لئے اسکے منہ سے
ایک تیز تلوار نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصا سے
ان پر حکومت کریگا اور قادر مطلق کے سخت غضب
کی مے کے حوض میں انگور روندیگا اور اسکی پوشاک
اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے۔ بادشاہوں کا
بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔" (مکاشفہ ۱۹/۱۱-۱۶)

ان سات پیشگوئیوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے آنیوالے موعود کو مثیل موسیٰ جلالی نبی صاحب شریعت کاملہ پیغمبر قرار
دیا ہے۔ اسکی شریعت کو عالمگیر اور دائمی بتلایا ہے۔ اسکے ذاتی قرب کے
لحاظ سے اسکا آنا خداوند تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا گیا ہے۔ پہلے نبی
اگر نوکر یا بیٹے کی مثال تھے تو یہ موعود باپ کا مقام رکھتا ہے اور
باغ کا مالک ہے۔ سب سے آخری پیشگوئی میں اس موعود کا ایک خاص نام
ذکر ہوا ہے جو اُسی سے مخصوص ہے۔ اور وہ نام ہے:-

بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند

اگر ذرا تدبر کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ کتب سابقہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل و عالمگیر شریعت اور آپ
کے خاص قرب ذاتی کے پیش نظر آپ کو "بادشاہوں کا بادشاہ
اور خداوندوں کا خداوند" قرار دیا گیا ہے اور یہ نام کسی اور
نبی کو حاصل نہیں ہوا اور یہی مقام خاتمیت ہے۔ پس آیت
قرآنی الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ
وَالْإِنجِيلِ کے مطابق جب ہم نے ان کتابوں میں حضور
علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیوں پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی نام "بادشاہوں کا بادشاہ اور
خداوندوں کا خداوند" ہے۔ پس ماننا پڑیگا کہ صحف سماویہ کی شہادت
کے مطابق خاتم النبیین کا یہی مفہوم ہے۔ والحمد للہ
رب العالمین +

ھدایۃ الکلام المبین
فی
تفسیر خاتم النبیین!

خاتم النبیین کی تفسیر آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

سورۃ احزاب کا موضوع یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم **بطور کامل انسان** امانتِ الٰہیہ کے حامل ہونے میں **یگانہ** ہیں۔ آپؐ **آفتابِ حقیقت** ہونے کے لحاظ سے سارے عالم کو روشن کرنے والے ہیں جو لوگ آپؐ سے ایمان کے ساتھ وابستگی اختیار کرتے ہیں وہ آپؐ سے روحانی تربیت پانے کی وجہ سے آپؐ کے فرزند ہیں اور آپؐ ان کے باپ ہیں لیکن جسمانی طور پر آپؐ کا کوئی نرینہ فرزند نہیں ہاں آپؐ کی **روحانی ابوّت** کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ اِس سورۃ میں رسمِ تبنّی کا ابطال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوّت کی نفی فرمائی اور آپؐ کے مقامِ رسالت و خاتمیت کے لحاظ سے روحانی ابوّت کا اثبات فرمایا۔

آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ اِس موضوع کے لئے بنیادی آیت ہے۔ بلحاظ نزول کے یہ آیت **۵ ہجری** میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے موقع پر نازل ہوئی لیکن یہ ایک مستقل مضمون کے لئے **کلید** ہے۔ مکی زندگی میں حضور علیہ السلام کے دشمنوں نے آپؐ کو ابتر یا مقطوع النسل قرار دیا تھا جسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیت إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ نازل فرمائی تھی۔ عربوں میں متبنّیٰ بنانے کی رسم موجود تھی حضور علیہ السلام نے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّیٰ بنالیا اور لوگ انہیں زید بن محمدؐ کہتے تھے۔ مدنی سورۃ احزاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ کے اعلان کے ذریعہ متبنّیٰ بنانے کے طریق کو غلط قرار دیدیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زید بن محمدؐ پھر زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے عملی طور پر رسم تبنّی کا ابطال یوں ہوگیا کہ حضرت زیدؓ کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے حضور علیہ السلام نے شادی کرلی۔ سورۃ احزاب کے آغاز میں اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ فرماکر بلحاظ نبی حضور علیہ السلام کو **مومنوں کا باپ** قرار دیا جاچکا ہے حضرت زینبؓ سے شادی پر دشمنوں نے دو طور سے اپنے اعتراض کو دوہرایا۔ **اوّل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے (عربوں کے رواج کے مطابق متبنّیٰ بیٹا سمجھا جاتا تھا۔) **دوم** آنحضرت (معاذ اللہ) ابتر ہیں۔ آپؐ کی نرینہ اولاد نہیں ہے۔

اِن دونوں اعتراضوں کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن

رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ آپ زیدؓ کے بھی باپ نہیں۔ اور جب زید آپ کا بیٹا ہی نہیں تو یہ اعتراض خود بخود باطل ہو گیا کہ آپ نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے۔ دوسرے اعتراض کی تردید میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا کہ آپ کی روحانی اولاد ہے اور آپ تمام روحانی انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ کو ابتر قرار دینا پرلے درجہ کا جھوٹ ہے۔

آیت النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم و ازواجہ امھاتہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ نبی ہونے کے مومنوں کا باپ ٹھہرایا گیا تھا۔ آیت ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم میں آپ کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔ اس پر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اب آپ نبی بھی نہیں رہے؟ اس سوال یا اس وہم کے ازالہ کے لئے حرفِ استدراک لٰکِنْ لایا گیا۔ اور اس کے بعد رَسُولَ اللّٰہِ کہہ کر مومنوں کے لئے آپ کی ابوتِ روحانی کو ثابت کیا گیا اور اس پر ترقی کر کے ابوتِ روحانی کی وسعت و بلندی کے طور پر آپ کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا۔ اس طور پر من وجہٍ مغایرت کے باوجود معطوف علیہ اور معطوف اصل مقصد (اثباتِ ابوتِ روحانی) میں متحد ہیں۔ پس لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محلِ مدح پر واقع ہوا ہے اور آپ کی ابوت کے دائرہ کو کامل قرار دے رہا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اس آیت میں لفظ رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت کو حسبِ قاعدہ "کل رسول ابو امتہ" تاقیامت آپ کی امت کے افراد پر ثابت کر رہا ہے۔ گویا رسول اللہ ابوتِ معنوی کی کمیت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر ابوتِ معنوی کے ارتفاع اور بلندی کو بیان کرنے کے لئے لفظ خاتم النبیین لایا گیا۔ گویا خاتم النبیین ابوتِ معنوی کی کیفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح سے اس آیت کریمہ میں دشمنانِ اسلام کے اعتراضوں کے جواب کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقام خاتم النبیین عین موقع پر بیان کر دیا گیا۔

خاتم النبیین کی لغوی تحقیق ہم نے اسی نمبر کے ایک دوسرے مضمون میں درج کی ہے۔ اس وقت صرف یہ سوال زیر بحث ہے کہ آیات قرآنیہ خاتمیتِ محمدیہ کے کس مفہوم پر روشنی ڈالتی ہیں؟ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دے کر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ حضورؐ زمرۂ انبیاء کے زمانی طور پر آخری فرد ہیں اور آپ کی امت فیضانِ نبوت سے یکسر محروم کر دی گئی ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے درجہ و کمال کے اعتبار سے نبیوں میں سے آخری نبی سب سے بالا و برتر ہیں۔ آپ کی شریعت تمام شرائع کی جامع اور ابدی ہے اور آپ کی امت کے لئے آپ کے ذریعہ سے جملہ فیوض و برکات کے دروازے کھلے ہیں؟ اول الذکر مفہوم کے حامی علماء و غیر علماء صاحبان کسی ایسی آیت قرآنی کی نشان دہی کرنے سے قاصر ہیں جو ان کے مزعومہ انقطاع نبوت مطلقہ پر دلیل ہو۔ وہ اس آیت خاتم النبیین کو ہی مصادرہ علی المطلوب کے طور پر دلیل ٹھہراتے رہتے ہیں۔ ثانی الذکر مفہوم جماعت احمدیہ کا مسلمہ ہے۔ اس مفہوم کی دیگر آیاتِ قرآنیہ سے تائید مزید ہوتی ہے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے

اصل کے مطابق یہی مفہوم درست اور صحیح قرار پائے گا۔

آیت خاتم النبیین سورۃ احزاب میں وارد ہوئی ہے۔ خاتم النبیین کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے آپ کو سراجاً منیراً ٹھہرایا ہے۔ آپ ایسے روشن چراغ ہیں جس سے تمام آفاق میں نور پھیلیگا اور آپ اپنے اُمتیوں کو منور کریں گے۔ لفظ سراجاً منیراً کے متعلق امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی لکھتے ہیں:۔

"قال القاضی ابوبکر بن العربی
قال علماؤنا سمّی سراجاً لان السراج
الواحد یؤخذ منه السرج الکثیرة
ولا ینقص من ضوئه شیٔ"

ترجمہ:۔ کہ قاضی ابوبکر بن العربی کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج (چراغ) اسلئے قرار دیا گیا کہ ایک چراغ سے صدہا دوسرے چراغ روشن کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اصل چراغ کی روشنی میں اس سے کوئی کمی نہیں آتی۔"

(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۰)

لوگ تو لفظ خاتم النبیین کو افضال ربانیہ کے انقطاع کیلئے بطور دلیل ذکر کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (احزاب ۴۷) کہ آپ اپنے اُمتی مومنوں کو بشارت دیدیں کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل کبیر (بڑا فضل) مقدر ہے اُمتِ محمدیہ کے لئے جو فضل الٰہی مقدر ہے اس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔ فرمایا:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (النساء ۶۹-۷۰)

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی ان کے ہم پایہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انعام فرمایا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ہم درجہ ہوں گے۔ یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔"

اس آیت پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہیں اُمتِ محمدیہ کے درجات و مراتب کا بیان ہے۔ گویا سورۃ احزاب میں جس فضل کی بشارت دی گئی ہے وہ یہی چار درجات ہیں جو سورۃ نساء میں بیان ہوئے ہیں۔ اسی لئے ان کے ذکر کے بعد فوراً فرمایا ہے ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔ کہ یہ وہی موعود فضل الٰہی ہے جس کا وعدہ مومنین اُمتِ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

سورۂ احزاب میں دیا گیا تھا۔ آیت خاتم النبیین کے آخر پر بھی کَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا لایا گیا ہے اور آیت مَنْ یطع اللّٰہ والرسول کے آخر پر بھی کَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ذکر ہوا ہے تا صاف دلالت ہو کہ اِس آیت میں خاتمیتِ محمدیہ کی تشریح کی گئی ہے اور اللہ تعالےٰ کے ان انعامات اور فضائل کا ذکر ہے جو آپ کی اُمت کے لئے علیٰ قدر مراتب مقدر ہیں۔

امام راغب اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"مَعَ یقتضی الاجتماع امّا فی المکان
نحوھما معاً فی الدار او فی الزمان نحو
وُلِدا معاً او فی المعنی کالمتضایفین
نحو الاخ والاب فان احدھما صار
اخاً للاٰخر فی حال ما صار الاٰخر
اخاہ و امّا فی الشرف والرتبة
نحوھما معاً فی العلوّ۔"

(المفردات زیر لفظ مَعَ ص ۴۸۴)

کہ لفظ مَعَ اجتماع کا متقاضی ہے اور یہ اجتماع چار طرح سے ہو سکتا ہے (۱) دونو ایک مکان میں اکٹھے ہوں۔ (۲) دونو ایک زمانہ میں اکٹھے ہوں۔ (۳) دونو ایک وصف میں شریک ہوں۔ (۴) دونو ایک درجہ اور مرتبہ میں یکساں ہوں۔

ظاہر ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے لئے سابق نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ زمانی اور مکانی معیت حاصل نہیں تھی۔ سابق منعم علیہم لوگوں کے ساتھ اُمت محمدیہ کی معیت صرف درجہ اور مرتبہ میں یکسانیت والی ہی ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کی معیت آیت قرآنی وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران ۱۹۴) میں بھی مراد ہے۔ کیونکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہمیں نیک ہونیکی صورت میں موت دیجیو۔ یہ معنے ہرگز نہیں کہ جب کوئی نیک مرنے لگے تو ہماری بھی رُوح قبض کر لیجیو۔ چونکہ آیت ومن یطع اللّٰہ والرّسول میں خیر اُمت کے مراتب اور مناقب کا ذکر ہے اس فضل کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کیلئے مقرر فرمایا ہے اسلئے اس جگہ اشتراکِ رتبہ کے معنے ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر کہو کہ نبی کوئی نہیں بن سکتا تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ اُمت میں سے کسی کے صالح، شہید اور صدیق بننے کا بھی امکان نہیں کیونکہ مَعَ کا لفظ تو سب کے ساتھ ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مَعَ کے موقع کے لحاظ سے مختلف معنے ہوتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مختلف معنوں میں آیا ہے جس سے بعض لوگوں کو غلطی لگ جاتی ہے لیکن لفظ مَعَ لغت اور قرآن کے رو سے اشتراک فی الرتبہ کے معنے بھی رکھتا ہے اور آیت زیر نظر میں اس معنی کے سوا کوئی معنے چسپاں نہیں ہو سکتے۔ ہماری اِس تشریح سے ان لوگوں[1] کی غلطی بالکل عیاں ہو جاتی ہے جو اِس آیت کے جواب میں آیات مُحَمَّدٌ رسول اللّٰہ و الّذین معہٗ۔ انّ اللّٰہ مع المؤمنین۔ انّ اللّٰہ مع الصّٰبرین۔ ھو معکم اینما کنتم پیش کرتے ہیں یہ قیاس مع الفارق ہے۔

اب ہم پھر پہلے مضمون کی طرف عود کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپؐ کو اَبتر قرار دیا۔ سورۂ احزاب میں اس کا جواب وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے لفظوں میں دیا گیا ہے اور سورۃ الکوثر میں اس

۱؎ رسالہ "ختم نبوت" مؤلفہ پرویز صاحب "طلوع اسلام" کراچی ص۴۷-۴۸

اعتراض کا جواب اِنّا اعطینٰک الکوثر کے الفاظ میں دیا ہے۔
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور صاحب الکوثر ہونا
ابتر کے اعتراض کا ردّ ہے۔ علامہ مجد الدین الفیروز آبادی
اپنی لغت کی کتاب میں الکوثر کے معنوں میں لکھتے ہیں:۔

"الکوثر: الکثیر من کل شیء، الاسلام، النبوۃ،
الرجل الخیر المعطاء، السید، النھر
نھر فی الجنۃ تتفجر منہ جمیع انھارھا۔"

یعنی کوثر کے معنے ہیں (۱) ہر نعمت کی کثرت (۲) اسلام (۳) نبوت
(۴) بہت سخی اور بابرکت انسان (۵) سردار (۶) دریا (۷) جنت
کی وہ نہر جس سے سب نہریں پھوٹتی ہیں۔ (القاموس المحیط)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام معانی کے لحاظ سے
صاحب الکوثر کہا گیا ہے۔ آپ کو تمام روحانی نعمتوں کی فراوانی
عطا ہوئی۔ آپ کے ذریعہ کامل دینِ اسلام قائم ہوا۔ آپ کے
ذریعہ اُمت پر نبوت کے دروازے کھلے۔ آپ کی اُمت میں
عظیم الشان وجود (مسیح موعودؑ) پیدا ہوا جسے لوگوں کا سردار
ہونے کے باوجود محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر
فخر ہے۔ روحانی نہریں آپ کے وجودِ باجود سے جاری
ہوئیں اور جنت میں بھی آپ حوضِ کوثر پر ساقی ہوں گے۔
سبحان اللہ! ہمارے پیغمبرؐ کا کس قدر اونچا مقام ہے۔

الکوثر کے ایک معنے از روئے لغت النبوۃ کے
ہیں۔ اس جگہ اِنّا اعطینٰک الکوثر سے یہ مراد تو ہو نہیں سکتا
کہ ہم نے آپ کو نبی بنا دیا ہے نبی تو آپ اس سے پہلے بن چکے تھے
یہ تو ابتر کے اعتراض کی تردید میں کہا جا رہا ہے جس سے صرف یہی
معنے بن سکتے ہیں کہ اب سب سے بڑی روحانی نعمت نبوت بھی آپ کے
دامن سے وابستہ کر دی گئی ہے اور آپ کو ہمیشہ کیلئے صاحب الکوثر
قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں آنحضرت کا ایک نام خصوصاً "الخاتم"
بھی آیا ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۳۵) پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین
میں آپ کو افاضہ نبوت والی مُہر کے دیئے جانے کا ذکر ہے اور
یہی وہ امتیازی مرتبہ ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں خاتم النبیین کے مفہوم کی وضاحت
کرنے والی اور بھی بہت سی آیات ہیں مثلاً اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ
الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ
(الحج ۷۵) یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ
یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ (اعراف ۳۵) وَلٰکِنَّ اللّٰہَ
یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (آل عمران ۱۷۹) اِنِّیْ
جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا
یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (البقرہ ۱۲۴) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ ۳) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ
لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ۹) لیکن مندرجہ بالا تشریح کے بعد ہر آیت پر
تفصیلی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

قرآن مجید نے خاتم النبیین کے مفہوم کے متعین کرنے
کیلئے صاف صاف ہدایت کر دی ہے۔ دینِ اسلام کامل ہے
شریعتِ حقہ میں کسی تبدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام تمام نبیوں کے مقام سے بلند تر ہے
اور آپ کا افاضۂ کمال سب سے زیادہ اور کثیر ہے۔ آپ
کی اُمت کیلئے بشرطِ اطاعت چاروں قسم کی نعمتوں کے
پانے کے دروازے کھلے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا
ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ
یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ +

ختم نبوت کے متعلق تین زاویہ ہائے نگاہ!

عوام غیر احمدیوں کا خیال، بابیوں بہائیوں کا زعم اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ

قرآن مجید کی نص صریح میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا جا چکا ہے۔ قرآن مجید کو الہامی کلام ماننے والے سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ قرآن مجید کے ماننے کے مدعی لوگوں نے مسئلہ ختم نبوت کو تین مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے مانا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ ہر سہ زاویہ ہائے نگاہ ہر فریق کے اس عقیدہ کے مطابق ہیں جو وہ قرآن مجید کی آیات کے منسوخ ٹھہرانے کے بارے میں رکھتا ہے۔ النسخ فی القرآن کے متعلق تین نظریے ہیں۔ اوّل عوام غیر احمدی علماء قرآن مجید کی آیات کو جزوی طور پر منسوخ مانتے ہیں۔ ان میں سے بعض پانصد آیات کو، بعض اڑھائی صد آیات کو منسوخ کہتے ہیں۔ متقدمین میں سے کم سے کم منسوخ آیات ماننے والے حضرت امام سیوطیؒ ہیں۔ ان کے نزدیک بیس آیات منسوخ ہیں اور متاخرین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے سب سے زیادہ تحقیق فرمائی تھی ان کے نزدیک صرف پانچ آیات منسوخ ہیں (تفسیر الفوز الکبیر) بہرحال غیر احمدیوں کے نزدیک جزوی طور پر آیات قرآنیہ میں نسخ موجود ہے۔ دوم بابیوں اور بہائیوں کا یہ زعم ہے کہ (معاذ اللہ) قرآنی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور اب اس کے ذریعہ سے انسان کو نجات نہیں مل سکتی۔ اب قرآن مجید کی بجائے البیان اور الاقدس نامی شریعت کی کتابیں ہیں جو بابیت اور بہائیت کے بانیوں نے لکھی ہیں۔ گویا بابی اور بہائی قرآن مجید کو کلی طور پر منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ سوم جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید دائمی اور ہمہ گیر شریعت ہے اس کا کوئی حکم بدل نہیں سکتا۔ اس کی کوئی آیت اور اس کا کوئی لفظ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

> "ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے اندر تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔" (ازالہ اوہام تقطیع کلاں ص۱۳۶)

قارئین کرام! جس طرح قرآن مجید میں نسخ کے بارہ میں یہ تین اختلافی نظریات ہیں اسی طرح اور بالکل اسی نہج پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق بھی مندرجہ ذیل تین مختلف مذاہب ملاحظہ ہوں:-

(۱) عوام غیر احمدیوں کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور آپ کا زمانہ سب میں آخری ہے اب آپ کی اُمت بھی فیوض نبوت سے محروم ہے اور باقی قوموں میں سے بھی کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ پھر یہی لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آپ کی اتباع سے غیر تشریعی نبوت کے بھی منکر ہیں عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئینگے۔ جناب سید سلیمان صاحب ندوی علامہ اقبال کے خطوط کے جواب میں لکھتے ہیں:-

(الف) "مجھے جہاں تک علم ہے نزولِ مسیح کا انکار کسی نے نہیں کیا۔"

(ب) "حجج الکرامہ فی آثار القیامہ نواب صدیق حسن خاں کی کتاب ہے۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی بصفتِ نبوت ہوگی یا بلا صفتِ نبوت۔ اِس باب میں علماء کا اختلاف ہے۔ نواب صاحب کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بصفتِ نبوت ہوگی اسلئے وہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ ان کی آمدِ ثانی میں ان کی صفتِ نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ مرتکب کلمۂ کفر ہیں۔ بہرحال یہ رائے ہے۔" (مجموعہ مکاتیب اقبال حاشیہ ص۱۹۶ و ص۱۹۳)

جناب مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی مفتی نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ:-

"جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرے وہ کافر ہے یہی حکم بعد نزول بھی باقی رہیگا اور ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہوگا۔" (فتویٰ ۶۹ رجسٹر فتاویٰ الف)

گویا غیر احمدیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی خاتمیت کا یہ مطلب ہے کہ اُمت میں سے کسی کو عیسوی مقام حاصل نہ ہوسکے گا اور ان میں سے کوئی غیر تشریعی نبوت کو بھی نہ پا سکیگا۔ البتہ اُمت کو آخری زمانہ میں حضرت ابن مریم علیہ السلام نبی اللہ کی ضرورت ہوگی۔ اِس طرح سے حضرت عیسیٰ آخر الرسل قرار پائینگے۔ (الیواقیت الجواہر جلد ۲ ص۲۲) غیر احمدیوں کے خیال میں آنحضرت کی اُمت میں صالحیت، شہیدیت اور صدیقیت تک مِل سکتی ہے نبوت کی ضرورت پر اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی آئے گا۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے فیوض و برکات جزوی طور پر اُمت کو مل سکیں گے کلی طور پر نہیں مل سکیں گے۔ اُن لوگوں نے جزوی طور پر آیاتِ قرآنیہ کو منسوخ ٹھہرایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُمت کو بعض برکات و فیوض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محروم قرار دیا۔

(۲) اہلِ بہاء نے سارے قرآن مجید کو منسوخ ٹھہرایا تھا اسلئے انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان کلیۃً بند

ہو گیا ہے۔ خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق ایک بہائی مبلغ لکھتے ہیں :-

"اہلِ بہا دَورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے اور یہ دَورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا کھلا اعلان ہے۔ اسی لئے اہلِ بہا نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعودِ کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔" (رسالہ کوکب ہند جلد ۶ ص ۶ ۲۹ ۲۴ جون ۱۹۲۸ء)

گویا بہائیوں کے نزدیک خاتم النبیین کا یہ مطلب ہوا کہ اب نبی نہ آئیں گے البتہ نبوت سے آگے ایک نئی شان" (خدائی) کے حامل آیا کریں گے۔ ان کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دَور ختم ہو گیا۔ یہ نظریہ نتیجہ ہے شریعتِ قرآنیہ کو منسوخ قرار دینے کا۔

(۳) جماعت احمدیہ قرآن مجید میں جزوی یا کُلی نسخ کی قائل نہیں۔ اس کے نزدیک قرآن مجید کی شریعت ابد الآباد تک کے لئے ہے اور خاتمیتِ محمدیہ کا دائرہ فیض رسانی بھی ہمیشہ کے لئے اور وسیع تر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

(الف) "ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمالات کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱)

(ب) اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

(ج) "عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر

مخدوم میں فنا کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے
وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔"
(کشتی نوح صد ۱۳)

چونکہ جماعتِ احمدیہ قرآن مجید کو منسوخ نہیں مانتی اسلئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو بھی تا قیامت اور کامل شکل میں جاری مانتی ہے۔ احمدیت کے اِس عقیدہ کے رُو سے عوام غیر احمدیوں کا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے جسمانی نزول کے لئے آسمان کی طرف نظریں جمائے رہنا بھی غلط ہے اور بہائیوں کی نئی شریعت کا ادعا بھی باطل اور بے بنیاد ہے۔ خاتمیتِ محمدیہ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت۔ کے علاوہ لوگوں پر فیوض کے دروازے بند ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی آخری شریعت ٹھہرے! اور دوسرا تقاضا یہ ہے کہ تمام فیوض و برکات آپ کی پیروی سے وابستہ ہوں۔ جماعت احمدیہ اِن دونوں تقاضوں کی قائل ہے۔

پیارے بھائیو! تینوں نظریات آپ کے سامنے ہیں غور اور تدبر سے کام لیکر قیامت کی جواب دہی کو مدنظر رکھ کر حق کو قبول فرمائیں۔

اس جگہ مناسب ہے کہ ہم ایک لفظ مولوی اختر علی خاں ایڈیٹر "زمیندار" کی تازہ غلط بیانی کے متعلق بھی درج کریں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ دین اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے اس لئے جو لوگ خاتم النبیین کی قرآنی اصطلاح میں تاویل و تحریف سے کام لیکر ایک نئے نبی کے لئے گنجائش ڈھونڈنا چاہتے ہیں ان کو اُمتِ محمدیہ سے خارج کر دیا جائے تاکہ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ایران کے بہائیوں کی طرح پاکستان میں سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا جال نہ پھیلا سکیں۔"

(زمیندار ۳۰ جولائی ۱۹۵۲ء ص ۶)

یہ تو درست ہے کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ خاتم النبیین کے بارے میں "تاویل و تحریف" سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے مگر سوال یہ ہے کہ "نئے نبی کے لئے گنجائش" نکالنا اگر "تاویل و تحریف" ہے تو "پرانے نبی کے لئے گنجائش" پیدا کرنا کیوں تاویل و تحریف نہیں؟

مندرجہ بالا زاویہ ہائے نگاہ کی تشریح سے ظاہر ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں عوام غیر احمدیوں کا نظریہ بھی نادرست ہے اور بہائیوں کا خیال بھی غلط ہے۔ یہ دونوں نظریئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع کے منافی ہیں۔ اِس بارے میں اصل اور صحیح عقیدہ وہی ہے جو جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ ہے+

ضروری اطلاع

خاتم النبیین نمبر اپنے پہلے مقررہ وقت سے قدرے دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ تسلسل اعداد و جلد بندی کیلئے یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ سلسلہ اشاعت کے لحاظ سے یہ اگست، ستمبر ۱۹۵۲ء کا نمبر شمار کیا جائے۔

مینجر

شیعہ کتب و عقائد کے رُو سے خاتم النبیین کی تفسیر

جہاں تک قرآن مجید کے کلام الٰہی ماننے کا سوال ہے شیعہ اور سُنی اس میں متفق ہیں لیکن روایات اور دیگر مستندات کے لحاظ سے شیعوں اور اہلسنت میں بہت تفاوت ہے شیعہ صاحبان اہلسنت کی مستند کتابوں اور روایات کو درست نہیں مانتے اسلئے شیعہ صاحبان سے گفتگو کا اصل طریق یہی ہے کہ بحث کا مدار قرآن مجید پر رکھا جائے۔ اور اگر روایات یا دیگر کتابیں پیش کرنی ہوں تو شیعوں کی مسلّمہ کتب پیش کی جائیں جنہیں وہ حجت مانتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر آیاتِ قرآنی کی رُو سے روشنی ڈالی جا چکی ہے، اہلسنت کی روایات پر بھی تبصرہ موجود ہے اب مختصر طور پر شیعہ کتب و عقائد کے رُو سے ختم نبوت کی حقیقت درج کی جاتی ہے تا شیعہ بھائیوں کو سمجھنے میں سہولت رہے۔

آیاتِ قرآنیہ کی شیعہ تفسیر

۱۔ آیت اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورہ بقرہ ۱۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم نبی اللہ سے کہا کہ میں تجھے لوگوں کیلئے امام بنانیوالا ہوں تو انہوں نے عرض کی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنائیو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہ ملیگا۔

اس آیت کے متعلق شیعہ تفسیر میں لکھا ہے:۔ "فابطلت هذه الآية امامة كل ظالم الى يوم القيامة وصارت فى الصفوة" (تفسیر صافی زیر آیہ مذکورہ) کہ اس آیت نے قیامت تک کیلئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا ہاں اس سے پاک لوگوں کی امامت قیامت تک ثابت ہوگئی۔

۲۔ آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ میں رسول کے بھیجے جانیکا ذکر ہے شیعہ صاحبان کے ہاں لکھا ہے:۔

(الف) "نزلت فى القائم من آل محمد" (بحار الانوار جلد ۱۲ صـ۱۲) کہ یہ آیت امام مہدی کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ (ب) "مراد از رسول در اینجا امام مہدی موعود است" (غایۃ المقصود جلد ۲ صـ۱۲۳)

۳۔ آیت یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ کے بارہ میں شیعہ تفسیر میں لکھا ہے "قیل الروح الوحی ..... وقیل ان الروح ههنا النبوة عن السدی" (تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صـ۳۱۰) کہ بعض نے اس آیت میں الروح سے مراد وحی لی ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ اسجگہ نبوت مراد ہے۔ پس اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی نبوت کو جاری رکھیگا۔

۴۔ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کے متعلق شیعہ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ (الف) "ما بعث الله نبيا من لدن آدم الا ويرجع الى الدنيا فينصر امير المومنين" (تفسیر القمی صـ۲۳)

(ب) "فرمود کہ آں وقتے خواہد بود کہ حق تعالیٰ جمع کند در پیش روئے او پیغمبران و مومنان را تا یاری کنند او را" (حق الیقین صـ۱۵۶)

گویا شیعہ بھائیوں کے نزدیک امیر المومنین امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کیلئے سب نبی تشریف لائینگے۔ اس عقیدہ رجعت کے رُو سے جب سب نبی آسکتے ہیں تو ایک نبی کی بعثت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

۵۔ آیت یَا بَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کے متعلق شیعہ تفسیر میں لکھا ہے:۔ "فقال يا بنى آدم وهو خطاب يعم جميع المكلفين من بنى آدم من جاءه الرسول منهم ومن جاز ان ياتيه الرسول" (مجمع البیان زیر آیت مذکورہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کا لفظ رکھا ہے جس سے تمام مکلف انسان

مراد ہیں وہ بھی جنکے پاس رسول آچکے اور وہ بھی جنکے پاس رسولوں کا آنا ممکن ہے۔ پس جب سب آدمزادوں کو نبیوں کے آنے کی خبر دی گئی ہے تو اس سلسلہ کا قیامت تک رہنا ضروری ہوا۔

۶۔ آیت فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ کے متعلق لکھا ہے کہ امام مہدی یہ کہینگے اور اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرینگے گویا امام مہدی مرسلین میں سے ہونگے۔ (کتاب اکمال الدین ص۱۸۹)

کیا اب ضرورتِ نبوت نہیں؟ شیعوں کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:۔ "اگر کسی وقت میں نوعِ انسانی معلّم روحانی کی محتاج تھی تو اب بھی ہے الّا یہ کہ دیا جائے کہ کبھی انسان محتاج پیغمبر و امام و معلّم روحانی نہ تھا اور بعثت معلّمین الٰہی معاذ اللہ فضول اور لغو ہے ورنہ جو اوّل ضرورت کو تسلیم کرتا ہے وہ اب بھی کریگا جو پہلے انبیاء و اوصیاء و ائمہ کو مانتا ہے وہ اب بھی انکا اور وجودِ امام کو تسلیم کریگا۔ وجود امام آخر الزمان کا منکر تمام انبیاء و اوصیاء کا منکر ہے اور یہی قول پیغمبر سے بھی ثابت ہے۔" (الصراط السوی ص۲۰۳، ۲۰۴)

اُمّتِ محمدیہ میں نبوت حضرت امام ابو جعفرؑ ابراہیمی نسل کی نعمتوں "الرسل و الانبیاء و الائمۃ" کے ذکر پر فرماتے ہیں:۔ "فکیف یقرّون فی آل ابراهیم علیه السلام و ینکرونه فی آل محمد صلی الله علیه و آله۔" (الصافی شرح اصول الکافی جلد ۲ ص۱۱۹) کہ عجیب بات ہے کہ لوگ ان نعمتوں کا وجود آلِ ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آلِ محمدؐ میں ان کا انکار کرتے ہیں۔"

پس امتِ محمدیہ میں تابع نبیوں کا آنا تعجب خیز نہیں بلکہ اس نعمت کا آلِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں نہ پایا جانا حیرت کا موجب ہوگا۔

شیعوں کے لغوی حوالے (۱) شیعہ لغت مجمع البحرین میں لکھا ہے:۔ "و محمد خاتم النبیین یجوز فیه فتح التاء و کسرها فالفتح بمعنی الزینة ماخوذ من الخاتم الذی هو زینة للابسه۔" کہ خاتم النبیین میں خاتَم اور خاتِم دونوں جائز ہیں اور خاتَم کے معنے زینت اور خوبصورتی کے ہونگے۔ یہ انگوٹھی سے ماخوذ ہے جو کہ پہننے والے کیلئے موجبِ زینت ہوتی ہے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ہے:۔ "الخاتم لما سبق و الفاتح لما انغلق" کہ آپ کے آنے سے پہلے دَور ختم ہوگئے اور اب آپ نئے دَور کے کھولنے والے ہیں۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء قرار دیا۔ (تفسیر صافی ص۱۱۱)

(۴) علامہ محمد سبطین نے اپنے رسالہ الصراط السوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المعلمین قرار دیا ہے۔

(۵) حضرت علیؓ نے اپنے آپکو خاتم الوصیین کہا ہے (منار الھدیٰ ص۱۰۶)

(۶) مشہور شیعہ کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" کے ٹائیٹل پیج پر الشیخ الصدوق کو خاتم المحدثین لکھا گیا ہے۔

کیا شیعہ صاحبان ماننے کیلئے تیار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی معلّم نہیں ہوا؟ حضرت علیؓ کے بعد کوئی ولی یا وصی نہیں ہوا؟ یا جناب الشیخ الصدوق کے بعد کوئی محدّث نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا؟

تین فیصلہ کن حوالے اوّل شیعہ تفسیر میں لکھا ہے "حشر الله الاولین و الآخرین من النبیین و المرسلین" کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پیچھے آنیوالے نبیوں کو اٹھائے گا۔" (تفسیر القمی ص۱۶) قابلِ غور ہے کہ اگر کسی نبی کے آنے کا امکان ہی نہیں تو یہ پیچھے آنیوالے نبی کون ہیں؟

دوم شیعوں کی مستند کتاب اکمال الدین میں لکھا ہے:۔ "فالھداۃ من الانبیاء و الاوصیاء لا یجوز انقطاعھم مادام التکلیف من الله عزّ و جلّ لازماً للعباد۔" (ترجمہ) جبتک بندے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مکلّف ہیں تب تک ہدایت دینے والے نبیوں اور وصیوں کا انقطاع جائز نہیں۔"

سوم اللہ تعالیٰ کا قول تفسیر القمی میں لکھا ہے کہ اس نے غرفۃ من الماء کو ہاتھ میں لیکر کہا:۔ "منك اخلق النبیین و المرسلین و عبادی الصالحین و الائمة المهتدین الدعاة الی الجنة و اتباعهم الی یوم القیامة و لا ابالی۔" (ترجمہ (اے قطرہ پانی!) میں تجھ سے قیامت تک نبی رسول، نیک بندے ہدایت یافتہ امام جنت کے داعی اور انکے اتباع پیدا کرتا رہونگا اور مجھے کسی کی پرواہ نہ ہوگی"۔ [illegible]

خاتمیتِ محمدیہؐ کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیس۳۰ حوالہ جات

[ذیل میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی تحریرات میں سے تیس۳۰ اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ یہ عبارتیں آپؑ کی ابتدائی کتاب براہین احمدیہ سے لیکر آخری مکتوب مطبوعہ اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء تک کی تحریرات سے ماخوذ ہیں۔ ان سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آپؑ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلیٰ ترین کمال ہے —— ان عبارات کے پڑھنے سے خدا ترس لوگوں پر ان "مولویوں" کی غلط بیانی بالکل عیاں ہوجائیگی جو اپنے باطل مقاصد کی خاطر عوام کو یہ کہہ کر اشتعال دلا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے منکر ہے —— (ایڈیٹر)]

(۱) "سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے جس کے ناچیز خادم جسکی ادنیٰ سے ادنیٰ اُمت، جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ نبیّک وحبیبک سیّد الانبیاء و افضل الرسل وخیر المرسلین وخاتم النبیّین محمّدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم"

(براہین احمدیہ ص ۲۴۲ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

(۲) "ہمارا اعتقاد جو ہم دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جسکے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھوں سے اکمالِ دین ہوچکا۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔" (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

(۳) "میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوّت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایساہی میں ملائکہ اور معجزات لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں۔"

(تقریر واجب الاعلان ص ۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

(۴) "اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول (سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیّین ہیں۔ اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے یا جو گذر چکا ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۷ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

(۵) "تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود و سلام اس کے نبیوں کے

سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اس کی
مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور
خاتم الانبیاء اور فخر الاولیاء ہے۔ ہمارا سید،
ہمارا امام، ہمارا نبی محمد مصطفےٰ جو زمین کے باشندوں کے
دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔"

(نور الحق ص۱ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

(۶) "وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء،
ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی
پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے
تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔" (اتمام الحجۃ ص۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

(۷) "مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ پر میرا عقیدہ ہے۔
اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان
ہے۔" (کرامات الصادقین ص۲۵ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

(۸) "مجھ کو خدا کی عزت و جلال کی قسم کہ میں مسلمان ہوں
اور ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں
پر اور تمام رسولوں اور تمام فرشتوں اور مرنے کے بعد
زندہ کئے جانے پر اور میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ
ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام
رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۸ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

(۹) "درود و سلام تمام رسولوں سے بہتر اور تمام برگزیدوں
سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خاتم الانبیاء اور
شفیع المذنبین اور تمام اولین و آخرین کے سردار
ہیں اور آپ کی آل پر کہ طاہر و مطہر ہیں اور آپ کے
اصحاب پر کہ حق کا نشان اور اللہ کی حجت ہیں اہل جہان
کے لئے۔" (انجام آتھم ص۷۳ مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

(۱۰) "اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر دلیری کیوں ہے
کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنے کی رو سے خاتم الانبیاء
سمجھتا ہے۔ اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔
تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے۔ اور
شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔"

(سراج منیر ص۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

(۱۱) "ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
ہیں۔ اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہلسنت
کے قائل ہیں۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص۸۳ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

(۱۲) "قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود
آنحضرتؐ نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا
فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۸۵)

(۱۳) قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں
کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے

نام سے یاد کیا گیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

(۱۴) "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷ تحریر ۱۸۹۹ء)

(۱۵) "قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا۔" (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۴ مطبوعہ ۱۹۰۰ء)

(۱۶) "ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

(۱۷) "عقیدے کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

(۱۸) "ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہنی اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ جناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب بھی زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ اُن ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے موجود ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں، تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

(۱۹) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمالِ نبوت صرف اُسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباعِ نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔"

(۲۰) "صرف اُس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکامِ شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو۔ یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اسکو خدا تعالیٰ اس کی وحی میں اُمتی بھی قرار دیتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظلّ ہے، کوئی مستقل نبوت نہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱)

(۲۱) "ہم مسلمان ہیں، ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب فرقان حمید پر۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور اس کے رسول ہیں اور وہ سب دینوں سے بہتر دین لائے۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

(۲۲) "پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے۔"

(لیکچر لاہور مطبوعہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۱)

(۲۳) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔"

(پیغام امام صفحہ ۳ لیکچر ۱۹۰۵ء)

(۲۴) "مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین و معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے۔" (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء)

(۲۵) "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

(۲۶) "ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۲۷) "وان نبیّنا خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہٗ الّا الذی ینوّر بنورہٖ ویکون ظہورہٗ ظلّ ظہورہٖ۔"

(الاستفتاء صفحہ ۲۲ ۱۹۰۷ء)

(۲۸) "اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۲۹) "خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

(۳۰) "یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا

ہوں۔ اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے..... اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے...... اِن معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تاکہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔"

(مکتوب نوشتہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مطبوعہ اخبار عام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

تحریکِ احمدیت کے مقابلہ میں علماء کی ناکامی

ڈاکٹر اقبال احمدیت کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"احمدیت کی اصل حقیقت قرونِ وسطیٰ کے تصوّف اور دینیات کے نقاب میں پوشیدہ ہے۔ علمائے ہند نے اسکو محض ایک دینیاتی تحریک تصوّر کیا ہے اور دینیاتی حربوں سے اس کا مقابلہ کرنے نکل آئے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کیلئے یہ طریقہ موزوں نہیں تھا۔ اسی وجہ سے علماء کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔" (رسالہ "احمدیت اور اسلام" ص۲۶)

جناب تمیم و بیز لکھتے ہیں:۔ "ہمارے مولوی صاحبان پچاس برس سے قادیانیوں کے ساتھ مناظرے، مباحثے، مجادلے، مباہلے کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن بھنور میں پھنسی ہوئی لکڑی کی طرح معاملہ وہیں کا وہیں ہے اسلئے کہ یہ مولوی صاحبان خود ایک آنے والے کے انتظار میں ہیں۔" (رسالہ "ختم نبوت" ص۱۴)

جناب ناظم صاحب ادارہ طلوعِ اسلام کراچی بیان کرتے ہیں:۔ "مولوی صاحبان پچاس برس تک مرزائیوں سے مناظرات کرتے رہے لیکن نتیجہ اسکے سوا اور کچھ نہ نکلا کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا مقابلہ مولوی صاحبان کے بس کی بات نہ تھی۔ آنے والے کے عقیدے کی خود ہماری کتب روایات ہیں اور جو لوگ ان روایات کو دین تسلیم کریں وہ اِس سیلاب کو کس طرح روک سکتے ہیں۔" (رسالہ "احمدیت اور اسلام" دیباچہ ص۲)

گویا آج تک علماء کی ناکامی کا باعث یہ تھا کہ وہ دینی حربوں سے کام لیتے رہے نیز یہ کہ وہ آنیوالے موعود کے خود قائل تھے اسکے یہ معنے ہیں کہ اب تحریکِ احمدیت کا مقابلہ لادینی ہتھیاروں سے ہوگا اور "آنیوالے کے عقیدہ" کا انکار کر کے کیا جائیگا۔ مگر کیا یہ تبدیلی خود احمدیت کی عظیم الشان فتح نہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ٭

خاتم النبیینؐ ہونا سب سے بڑا معجزہ اور حقیقتِ ثابتہ ہے

تحریر فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

"سب سے بڑا معجزہ جو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ آپؐ کا خاتم النبیینؐ ہونا ہے یعنی تمام کمالاتِ نبوت آپؐ پر ختم کر دیئے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ختمِ نبوت محض ایک دعویٰ نہیں جیسا کہ مسلمان عوام خیال کرتے ہیں بلکہ یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے جسے نشان کے طور پر ہر زمانے کے لوگ دیکھ اور پرکھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو معنے عوام میں خاتم النبیینؐ کے مشہور ہیں وہ تو ایسے معنے ہیں کہ شاید قیامت کے دن کسی پر حجت ہوں تو ہوں اس سے پہلے کسی غیر مسلم سے وہ دعویٰ نہیں منوایا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اگر یہود اور نصاریٰ سے یہ کہا جاتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیینؐ ان معنوں میں ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس کی کیا دلیل ان کے سامنے پیش کی جا سکتی تھی اور وہ اسے کب مان سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فضیلت تو وہ ہوتی ہے جسے ثابت کیا جا سکے۔ جسے ثابت نہ کیا جا سکے وہ فضیلت کیا ہوئی۔ ختمِ نبوت کا دعویٰ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ نبوت میں سے سب سے بڑا دعویٰ ہے۔ اگر سب سے بڑا دعویٰ ثابت نہ ہو سکے تو بڑائی کس طرح ثابت ہوگی۔ صحابہؓ کا نصاریٰ یا یہود سے یہ کہنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمہارے نبیوں پر یہ فضیلت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا کس قدر مضحکہ خیز ہو جاتا تھا۔ وہ ہنس کر کہتے (۱) تم تو خود ایک مسیح کی آمد کے معتقد ہو (۲) کے آمدی وکے پیر شدی۔ ابھی آپ کے رسول کو آئے ہوئے کتنی مدت ہوئی کہ کہتے ہو کہ ان کے بعد نبی نہ آئے گا۔ گذشتہ انبیاءؑ کے بعد بھی تو فوراً نبی نہ آیا کرتے تھے۔ بالعموم ایک عرصہ کے بعد نبی آتے تھے۔ تمہارے نبی مسیح علیہ السلام سے چھ سو سال بعد آئے ہیں چھ سو سال تو انتظار کرو۔ اس کا جواب مسلمان کیا دے سکتے تھے؟ گویا ختمِ نبوت کے اس مفہوم کے منوانے کے لئے چھ سو سال کا انتظار ضروری تھا۔ چھ سو سال تک آپؐ کا ختمِ نبوت کا دعویٰ بے دلیل رہتا تھا۔ مگر چھ سو سال کے بعد بھی تو مسلمان کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ دلیل نصاریٰ اور یہود کی پھر بھی موجود تھی کہ تم اس آنے والے نبی کے حق میں کیا کہتے ہو جسے تم مسیح کا نام دیتے ہو۔ اور پھر وہ اس وقت کہہ سکتے تھے کہ موسےٰؑ کے مرنے کے چند سال بعد یوشع نبی ظاہر ہوئے لیکن یوسفؑ نبی کے اڑھائی تین سو سال بعد موسیٰؑ نبی ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل نے کہنا شروع کر دیا کہ اب یوسفؑ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ کبھی ایک نبی کے بعد جلد دوسرا نبی آجاتا ہے اور کبھی لمبے وقفے کے بعد۔ خود تمہارے نبی

تمہارے اپنے دعویٰ کے مطابق حضرت مسیح کے چھ سو سال بعد آئے۔ پس صدیوں کا خالی گزر جانا تو کوئی ثبوت نہیں کہ فلاں مدعی کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ غرض گو یہ درست ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہ آئے گا مگر دشمن پر ہم اِن معنوں میں نبی کریمؐ کی فضیلت کو ثابت نہیں کر سکتے۔ اور قیامت تک ختمِ نبوت کا یہ مفہوم ایک دشمنِ اسلام پر بطور حجت ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔ پس ختم نبوت کے اگر یہ معنے لئے جائیں تو ختمِ نبوت کی فضیلت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے بڑی فضیلت ہے، پردۂ خفا میں ہی قیامت تک چلی جائے گی۔ اور قیامت کو اس کا ثابت ہونا کسی کے لئے بھی فائدہ بخش نہ ہوگا۔ ہاں اگر ختمِ نبوت کے یہ معنی کئے جائیں کہ پہلے نبی ایک ایک قوم کے نبیوں کی تعلیم کو ختم کرتے تھے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب دُنیا کے اور سب قوموں کے نبیوں کی نبوت کو ختم کیا ہے تو یہ دعوےٰ آپؐ کا پہلے دن سے ہی ثابت کیا جا سکتا تھا۔ اور اب تک اور قیامت تک ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس دعویٰ میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ سچے نبی کی علامت سابق کتب، قرآن کریم، اور عقل سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو اور اس کے تعلق کی نسبت سے اس کے پیروؤں کا بھی خدا تعالےٰ سے تعلق ہو۔ تا منکروں پر حُجتِ قطعیہ سے ثابت کیا جا سکے کہ اس کا منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ سچا اور حق پر مبنی ہے۔ اب اگر اس دلیل کو صحیح سمجھا جائے اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تو ایک مسلمان سب مذاہب کے لوگوں کو پہلے دن سے ہی چیلنج دے سکتا تھا کہ ہمارے نبیؐ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ کہ اس نے سب نبیوں کی نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ اب کسی نبی کی اُمت میں کوئی شخص خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ صرف آپؐ ہی کے اتباع کا براہِ راست تعلق خدا تعالےٰ سے ہے"۔

(تفسیر کبیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ)

شانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

(از قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ ❊ سیدِ عشاقِ حق شمس الضحےٰ
آں کہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست ❊ آں کہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آں کہ بہر زندگی آبِ رواں ❊ در معارف ہمچو بحرِ بیکراں
آں کہ بر صدق و کمالش در جہاں ❊ صد دلیل و حجتِ روشن عیاں
آں کہ انوارِ خدا بر روئے او ❊ مظہرِ کارِ خدائی کوئے او
آں کہ جملہ انبیاء و راستاں ❊ خادمانش ہمچو خاکِ آستاں
آں کہ مہرش مے رساند تا سما ❊ میکند چوں ماہِ تاباں در صفا

مے دہد فرعونیاں را ہر زماں
چوں یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں

میرا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں!

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا حلفیہ اعلان!

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۱۹۲۸ء میں اعلان فرمایا کہ :-

"مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہوں اور اس پر میرا ایمان ہے۔ قرآن کریم کے ایک ایک شوشہ کو مَیں صحیح سمجھتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ اسمیں کسی قسم کا تغیر ناممکن ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں یا اسکی تعلیم کو منسوخ قرار دیں ہیں انہیں کافر سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے! اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میرا یہی عقیدہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ موت تک اس عقیدہ پر قائم رہونگا اور اللہ تعالیٰ مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کے زمرہ میں کھڑا کریگا! اور مَیں اس دعویٰ پر اللہ تعالیٰ کی غلیظ سے غلیظ قسم کھاتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اگر مَیں دل میں یا ظاہر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا منکر ہوں اور لوگوں کے دکھانے کیلئے اور انہیں دھوکا دینے کیلئے ختم نبوت پر ایمان ظاہر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت مجھ پر اور میری اولاد پر ہو اور اللہ تعالیٰ اس کام کو جو مَیں نے شروع کیا ہوا ہے تباہ و برباد کر دے۔ مَیں یہ اعلان آج نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ مَیں نے اس عقیدہ کا اعلان کیا ہے۔ اور سب سے بڑا ثبوت اس کا یہ ہے کہ مَیں بیعت کے وقت ہر مبایع سے اقرار لیتا ہوں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرے گا۔" (الفضل نمبر ۱۱ جلد ۱۶ ، ۱۷ مورخہ ۷ اگست ۱۹۲۸ء)

انقطاعِ نبوّت کی تائید میں پیش ہونیوالی روایات کی حقیقت!

(از جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم پلیڈر۔ امیر جماعت احمدیہ گجرات)

جماعت احمدیہ کا صدق دل سے یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں لیکن ہمارے نزدیک "ختم نبوت" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "آخری نبی" ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خود حضورؐ کی نبوت کا فیضان بھی ختم ہو چکا ہے اور اب حضور صلعم کی اتباع اور پیروی سے غیر تشریعی نبوت بھی حضورؐ کے اُمتیوں میں سے کسی کو نہیں مل سکتی۔ ہمارے نزدیک جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور تابع ہے اُسے حضورؐ کے "بعد" نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے نزدیک ایسی نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظلّ اور نتیجۂ فیض نہ ہو وہ ممتنع ہے اور اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو نئی شریعت لائے۔

غیر احمدی علماء کی طرف سے اپنے دعویٰ کی تائید میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں اُن میں سے اکثر ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہیں یا موضوع ہیں۔ اور اگر کوئی روایت بلحاظ روایت درجۂ اعتبار تک پہنچتی ہے تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں حضورؐ کے غلاموں کے لئے حضورؐ کی اتباع اور فرمانبرداری میں غیر تشریعی تابع نبوت بھی ممنوع ہے۔

اب ہم ذیل میں ان سب روایات کو نمبروار درج کر کے روایت اور درایت کے اعتبار سے ان کی نسبت اپنی تحقیق عرض کرتے ہیں:-

پہلی حدیث

لَا نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری)

الجواب ۱۔ اس حدیث کی دوسری روایت ہے۔ قال علیہ السلام۔ یَا عَلِيُّ أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي كَهَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ غَيْرَ أَنَّكَ لَسْتَ نَبِيًّا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد ۵ ص۱۵) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے علیؓ! کیا تُو خوش نہیں کہ تُو مجھے ایسا ہی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ہارون تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد تُو نبی نہیں ہوگا۔ لَسْتَ نَبِيًّا نے لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی تشریح کر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب عام نہیں بلکہ خاص حضرت علیؓ کو ہے۔

جواب ۲۔ اسی بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعینہٖ ایسی ہی ایک اور حدیث ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم اِذَا هَلَكَ كِسْرَىٰ فَلَا كِسْرَىٰ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ (بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین النبیؐ جلد ۴ ص۹۱ مصری) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسریٰ مر گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب یہ قیصر مر گیا تو اس کے بعد کوئی

قیصر نہ ہوگا۔

اپنے متعلق "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" اور قیصر کے متعلق "لَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ" فرمایا۔ کیا قیصر کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوا؟ اور کیا کسریٰ شاہِ ایران کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوا؟ اگر ہوئے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ ہوتے رہے ہیں تو پھر حدیث لَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ کے کیا معنے ہیں؟ اگر اس کے معنے یہ ہیں کہ ان قیصر و کسریٰ کے بعد اس شان کے قیصر و کسریٰ نہ ہوں گے۔ جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ میں اس حدیث کا مطلب "مَعْنَاہُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ یَمْلِکُ مِثْلَ مَا یَمْلِکُ ھُوَ" کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ قیصر مر جائے گا تو اسکے بعد کوئی ایسا قیصر نہ ہوگا جو اس طرح حکومت کرے جس طرح یہ کرتا ہے۔ تو لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا مطلب بھی یوں ہوگا کہ آپ جیسا نبی آپ کے بعد نہیں ہوگا۔ کبھی "لا" موصوف کی صفت کے کمال کی نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے "لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ وَلَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" کیا حضرت علیؓ کے بعد کوئی جوان نہیں ہوا؟ اور کیا ذوالفقار کے بعد کوئی تلوار نہیں بنی؟ یقیناً جوان ہوئے ہیں اور تلواریں بنی ہیں۔ پس مقولہ بالا میں علیؓ جیسے جوان کی اور ذوالفقار جیسی تلوار کی نفی ہے مطلق نفی نہیں۔ اسی طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لا نفیٔ کمالِ صفتِ نبوت کے لئے آیا ہے۔

حضرت امام رازیؒ رحمۃ اللہ علیہ حدیث لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ "وَاَمَّا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ فَالْمُرَادُ الْھِجْرَۃُ الْمَخْصُوْصَۃُ" (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر۔ زیر آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ)

یعنی حضورؐ کا ارشاد "لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ" کا مطلب یہ نہیں کہ فتح مکہ کے بعد ہر قسم کی ہجرت بند ہوگئی ہے بلکہ ایک خاص ہجرت مراد ہے جو کہ مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی تھی۔ بعینہٖ اسی طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں بھی ہر قسم کی نبوت مراد نہیں بلکہ ایک مخصوص نبوت کا انقطاع مراد ہے جو شریعت جدیدہ کی حامل ہو اور جو قرآنی شریعت کو منسوخ کرے۔ نیز براہِ راست ہو۔

جواب ۱۳۔ پھر اس حدیث میں لفظ "بَعْدِیْ" بھی غور طلب ہے۔ قرآن مجید میں لفظ بعد مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔

(۱) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ (جاثیہ ع) کہ اللہ اور اس کی آیات کے بعد کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے؟ اللہ کے بعد کا کیا مطلب، کیا اللہ کے فوت ہونے کے بعد؟ یا اللہ کی غیر حاضری میں ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ دونوں معنے باطل ہیں۔ پس "بَعْدَ اللّٰہِ" کا مطلب یہی ہوگا کہ۔ اللہ کے خلاف، اللہ کو چھوڑ کر۔ پس یہی معنے "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کے بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(۲) حدیث میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فَاَوَّلْتُھُمَا کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا

اَلْعَنَسِیُّ وَالْاٰخَرُ مُسَیْلِمَۃُ (بخاری کتاب المغازی وفد بنی تمیم جلد ۳ صفحہ ۶۹ مصری) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں میں نے سونے کے دو کنگن دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑایا۔ تو اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔ پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ" فرمایا ہے۔ کہ وہ دونوں کذاب "میرے بعد" نکلیں گے۔ یہاں "بعد" سے مراد "غیر حاضری" یا "وفات" نہیں بلکہ "مخالفت" ہے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسی بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حدیث درج ہے:۔ فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذِيْنَ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ (بخاری کتاب الرؤیا باب النفخ فی المنام جلد ۴ صفحہ ۱۳۴) کہ میں نے اس سے وہ دو کذاب مدعی نبوت مراد لئے جن کے میں اس وقت درمیان ہوں۔ یعنی اسود عنسی اور مسیلمہ الیمامی۔ پس "اَنَا بَيْنَهُمَا" صاف طور پر بتاتا ہے کہ دوسری روایت میں "يَخْرُجَانِ بَعْدِیْ" میں "بَعْدِیْ" سے مراد میرے مدمقابل اور میرے مخالف ہی ہے۔ وفات یا غیر حاضری مراد نہیں ہے۔ اسی طرح لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ میں بھی "بَعْدِیْ" سے مراد یہ ہے کہ میرے مدمقابل اور مخالف ہو کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ اور علماء سلف

ہم نے لا نبی بعدی کے جو معنے کئے ہیں بزرگان امت نے بھی مختلف زمانوں میں اسکے یہی معنے بیان کئے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:۔

"وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ صلعم اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِيَّ۔ اَیْ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِیْ۔"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

"یہی معنے ہیں حدیث اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ اور لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت صلعم کی شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر عمل کرتا ہو۔ ہاں اگر آنحضرت صلعم کی شریعت کے حکم کے ماتحت ہو کر آئے تو پھر نبی ہو سکتا ہے۔"

(۲) حضرت امام شعرانی رح اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں:۔

"وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ الْمُرَادُ بِهٖ لَا مُشَرِّعَ بَعْدِیْ۔" (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا رَسُوْلَ" سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد صاحبِ شریعت کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

(۳) لُغت کی کتاب تکملہ مجمع البحار میں اس کے مصنف امام محمد طاہر فرماتے ہیں :-

"وَهٰذَا اَيْضًا لَا يُنَافِيْ حَدِيْثَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ" (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

کہ (حضرت عائشہؓ کا قول قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا) آنحضرت صلعم کی حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرمانے سے آنحضرت صلعم کی مراد یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔"

(۴) نواب صدیق حسن خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت سے قبل لکھتے ہیں :-

"لَا وَحْيَ بَعْدَ مَوْتِيْ بے اصل ہے ہاں لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہلِ علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئیگا۔"

(اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

پس حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ" سے مطلقاً نبوت کا انقطاع ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوسری حدیث ۲

"لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ" (ترمذی جلد ۲ ص۲۰۹)

کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

الجواب ۱ - ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے مگر اس حدیث کے آگے لکھا ہوا ہے - هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لا نعرفه الا من حديث مشرح بن هاعان - (ترمذی حوالہ مذکورہ بالا) کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور حدیث غریب وہ ہے جس کا ایک ہی راوی ہوتا ہے - وہ حجت نہیں ہوتی۔

اس جگہ اگر یہ سوال ہو کہ کیا غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب اوّل یہ ہے کہ حضرت امام ترمذی نے اس روایت کو غریب اسلئے کہا ہے کہ یہ روایت صرف ایک ہی راوی مشرح بن ہاعان کے طریقہ سے مروی ہے۔ مشرح بن ہاعان کے متعلق لکھا ہے :-

"قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا فَالصَّوَابُ تَرْكُ مَا انْفَرَدَ بِهٖ قَالَ ابْنُ دَاؤُدَ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ جَيْشِ الْحَجَّاجِ الَّذِيْنَ حَاصَرُوا ابْنَ الزُّبَيْرِ وَرَمَوُا الْكَعْبَةَ بِالْمَنْجَنِيْقِ" (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص۱۵۵ و میزان الاعتدال جلد ۲ ص۱۷۶ و جلد ۳ ص۱۷۲)

یعنی مشرح بن ہاعان کو ابن حبان نے ضعیف

قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی روایات کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اور صحیح بات یہی ہے کہ جس روایت کا یہ اکیلا ہی راوی ہو وہ روایت درست تسلیم نہ کی جائے بلکہ ترک کر دی جائے ابن داؤد کہتے ہیں کہ یہ راوی حجاج کے اس لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور گھمانیوں سے کعبہ پر پتھر برسائے تھے۔"

پس یہ روایت اس شخص کی ہے جس نے کعبہ پر سنگباری کی اور پھر اس روایت میں وہ منفرد بھی ہے اور اس امر میں محدثین کا اتفاق ہے کہ مشرح بن ہاعان کی ایسی روایات جن میں وہ منفرد ہو قابل قبول نہیں ہوتیں۔

ترمذی نے یہ حدیث نقل کر کے لکھ دیا ہے کہ روایت "لکان عمر" میں مشرح بن ہاعان منفرد ہے۔ لہذا یہ حدیث "غریب" ہی نہیں بلکہ ضعیف بھی ہے۔ اسی مشرح بن ہاعان کی نسبت امام شوکانی لکھتے ہیں:۔

"فِی اِسْنَادِہٖ مَتْرُوْکَانِ هُمَا عَبْدُ اللّٰہِ بن وَاقِدٍ وَمِشْرَحُ بن هاعان" (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مطبوعہ محمدی پریس لاہور صـ۱۱۳ سطر ۱) یعنی مشرح بن ہاعان متروک راوی ہے لہذا اس کی روایت سے سند پکڑنا درست نہیں۔"

الجواب ۲ (الف) اس حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "لَوْلَمْ اُبْعَثْ لَبُعِثْتَ یَا عُمَرُ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صـ۵۳۹ نیز بر حاشیہ مشکوٰۃ مجتبائی صـ۵۶۱ باب المناقب) یہ حدیث صحیح ہے (تعقبات سیوطی)

(ب) "لَوْلَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ فِیْکُمْ" (کنوز الحقائق جلد ۲ صـ۵۱) یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر! تو مبعوث ہو جاتا۔ اور اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ تم میں مبعوث ہو جاتا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے اس لئے عمرؓ نبی نہ بنے۔

تیسری حدیث ۳

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ .... الخ

الجواب (۱) "سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ خُلَفَاءُ" کے الفاظ جو حدیث میں آئے ہیں صاف بتاتے ہیں کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قریب کا زمانہ مراد لیا ہے۔ جیسا کہ لفظ "س" سے ظاہر ہے جو مستقبل قریب کے لئے آتا ہے۔ یعنی میرے معاً بعد خلفاء ہوں گے۔ اور معاً بعد نبی کوئی نہ ہوگا۔

(۲) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں معمول یہ تھا کہ ان میں ہر نبی بادشاہ بھی ہوتا تھا جب کوئی نبی مرتا تو اس کا جانشین بھی بادشاہ ہی ہوتا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت میں بادشاہت اور نبوت جمع نہیں ہوں گی۔ چنانچہ دیکھ لو ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ بادشاہ (خلیفے) تو ہوئے مگر نبی نہ تھے۔ اور جو نبی ہوا (یعنی مسیح موعودؑ) وہ بادشاہ نہ ہوا۔

(۳) اس حدیث سے یہ نکالنا کہ آنحضرت صلعم کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں ہوگا قطعاً غلط ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے آنے والے مسیح موعود کو مسلم کی حدیث میں "نبی اللہ" کر کے پکارا ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ صـ۴۶۹ مجتبائی و مشکوٰۃ اصح المطابع صـ۴۷۳ و مسلم جلد ۲ صـ۳۷۷)

(۴) یہ حدیث صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ کے درمیانی زمانہ کیلئے ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ "لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ نَازِلٌ۔" (ابوداؤد جلد ۲ ص۲۳۸) کہ اس نازل ہونے والے اور میرے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ بخاری میں بھی "لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ" کے الفاظ آئے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص۱۵۱ مصری۔ کتاب بدء الخلق)

چوتھی حدیث "ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ۔"

الجواب (۱) تیس (۳۰) کی تعیین ہی بتاتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی سچے نبی بھی آنے والے تھے۔ ورنہ آنحضرت صلعم فرماتے کہ جو بھی آئیں گے جھوٹے ہی آئیں گے۔ تیس (۳۰) کے عدد کا تعین نہ فرماتے۔

(۲) الف۔ یہ حدیث بخاری، ترمذی اور ابوداؤد میں ہے اور جہاں تک اس حدیث کے راویوں کا تعلق ہے یہ حدیث قابلِ استناد نہیں۔ کیونکہ بخاری نے اسے ابوالیمان سے بطریق شعیب و ابوالزناد نقل کیا ہے۔ ابوالزناد کے متعلق ربیعہ کا قول ہے کہ "لَیْسَ بِثِقَۃٍ وَّلَا رَضِیٌّ۔" (میزان الاعتدال مطبوعہ حیدرآباد جلد ۲ ص۳۳) کہ یہ راوی نہ ثقہ ہے اور نہ پسندیدہ۔ ابوالیمان راوی نے یہ روایت شعیب کے نام سے روایت کی ہے۔ حالانکہ لکھا ہے "لَمْ یَسْمَعْ اَبُوالْیَمَانِ مِنْ شُعَیْبٍ۔" (میزان الاعتدال جلد ۱ ص۲۷۲ مطبع حیدرآباد) کہ ابوالیمان نے شعیب سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔ امام احمد بن حنبل نے بھی یہی فرمایا ہے۔ پس یہ روایت قابلِ استناد نہ رہی۔

(ب) تیس (۳۰) دجالوں والی حدیث کو ترمذی نے جس طریقہ سے نقل کیا ہے اس کی اسناد میں ابوقلابہ اور ثوبان دو (۲) راوی ناقابلِ اعتبار ہیں۔ ابوقلابہ کے متعلق تو لکھا ہے کہ "لَیْسَ اَبُوْقِلَابَۃَ مِنْ فُقَہَاءِ التَّابِعِیْنَ وَھُوَ عِنْدَ النَّاسِ مَعْدُوْدٌ فِی الْبُلْہِ اِنَّہٗ مُدَلِّسٌ عَمَّنْ لَحِقَھُمْ وَعَمَّنْ لَمْ یَلْحَقْھُمْ۔" (میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۹ مطبوعہ حیدرآباد۔ نیز تہذیب التہذیب جلد ۵ ص۲۲۶) کہ ابوقلابہ فقہاء میں سے نہ تھا بلکہ وہ ابلہ مشہور تھا۔ اور جو اُسے ملا اسکے بارے میں اور جو اس سے نہیں ملا اس کے بارے میں وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اسی طرح ثوبان کے متعلق ازدی کا قول ہے کہ "یَتَکَلَّمُوْنَ فِیْہِ" (میزان الاعتدال حیدرآباد جلد ۱ ص۱۷۳) کہ اس راوی کی صحت میں اہلِ علم کو کلام ہے۔

ترمذی کے دوسرے طریقہ میں عبدالرزاق بن حمام اور معمر بن راشد دو (۲) راوی ضعیف ہیں۔ عبدالرزاق بن حمام تو شیعہ تھا۔ قَالَ النَّسَائِیُّ فِیْہِ نَظَرٌ۔ قَالَ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِیُّ ...... اِنَّہٗ لَکَذَّابٌ وَالْوَاقِدِیُّ اَصْدَقُ مِنْہُ۔ کَانَ عَبْدُالرَّزَّاقِ کَذَّابًا یَسْرِقُ الْحَدِیْثَ۔" (تہذیب التہذیب جلد ۶ ص۳۱۴) کہ نسائی کے نزدیک وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اور عباس عنبری کہتے ہیں کہ وہ کذاب تھا اور واقدی سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔ یہ شخص کذاب تھا اور حدیث چوری کیا کرتا تھا۔

یہ روایت عبدالرحمٰن بن حمام نے معمر سے لی ہے اور میزان میں لکھا ہے کہ:۔

قَالَ الدَّارْقُطْنِیْ یُخْطِئُ عَلٰی مَعْمَرٍ فِیْ اَحَادِیْثَ۔ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ اَخَافُ

اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (میزان الاعتدال مطبع حیدرآباد جلد ۲ صفحہ ۱۲۷) کہ عبدالرحمٰن ان روایات میں غلطی کرتا تھا جو یہ مَعْمر سے لینا بیان کرتا تھا۔ ابن عُیینہ کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ یہ راوی قرآن مجید کی اس آیت کا مصداق تھا۔ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا"۔

اسی طرح "معمر بن راشد" کے متعلق یحییٰ ابن معین کہتے ہیں کہ "ضعیف" تھا (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ حیدرآباد) اور ابن سعد کہتے ہیں کہ شیعہ تھا۔ اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ بصرہ میں اس نے جو روایات بیان کی ہیں اُن میں غلط روایات بھی ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۴)

(ج) ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راویوں میں ابوقلابہ اور ثوبان بھی ہیں۔ جن کے متعلق ضمن ب مندرجہ بالا میں بحث ہو چکی ہے۔ ان کے علاوہ سلیمان بن حرب اور محمد بن عیسےٰ بھی ضعیف ہیں۔ سلیمان بن حرب کے متعلق خود ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ راوی ایک حدیث کو پہلے ایک طرح بیان کرتا تھا۔ لیکن جب کبھی دوسری دفعہ اسی حدیث کو بیان کرتا تھا تو پہلی سے مختلف ہوتی تھی۔ اور خطیب کہتے ہیں کہ یہ شخص روایت کے الفاظ میں تبدیلی کر دیا کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۸۰)
محمد بن عیسیٰ کے متعلق خود ابوداؤد کہتے ہیں "رُبَّمَا یُدَلِّسُ"۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۳۹۴) کہ کبھی کبھی تدلیس کر لیا کرتا تھا۔

ابوداؤد کے دوسرے طریقہ میں عبدالعزیز بن محمد اور العلاء بن عبدالرحمٰن ضعیف ہیں۔ عبدالعزیز بن محمد کو امام احمد بن حنبل نے خطا کار۔ ابوزرعہ نے "سیئ الحفظ" اور نسائی نے کہا ہے کہ "لیس بالقوی" (قوی نہیں) ابن سعد کے نزدیک "کثیر الغلط" تھا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۳۵۴)

اسی طرح ابوداؤد والی روایت کا دوسرا راوی العلاء بن عبدالرحمٰن بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے متعلق ابن معین کہتے ہیں۔ "ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَۃُ لَیْسَ حَدِیْثُہُمْ حُجَّۃً" (۱) سہل بن ابی صالح (۲) العلاء بن عبدالرحمٰن (۳) عاصم بن عبیداللہ (۴) ابن عقیل (تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۱۳/۱۵) ان چاروں کی حدیث حجت نہیں ہے۔

پس جہاں تک راویوں کا تعلق ہے یہ روایت قابلِ استناد نہیں۔

(۳) اگر یہ حدیث صحیح تسلیم کر لی جائے تو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلم کی شرح اکمال الاکمال میں لکھا ہے:۔

"ھٰذَا الْحَدِیْثُ ظَھَرَ صِدْقُہٗ۔ فَاِنَّہٗ لَوْ عُدَّ مَنْ تَنَبَّاَ مِنْ زَمَنِہٖ صلعم اِلَی الْاٰنَ لَبَلَغَ ھٰذَا الْعَدَدَ وَیَعْرِفُ ذٰلِکَ مَنْ یُّطَالِعُ التَّارِیْخَ"۔ (اکمال الاکمال جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ مصری) کہ اس حدیث کی سچائی ثابت ہو گئی ہے۔ کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کے نبوت کے جھوٹے مدّعیوں کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے اور اس بات کو وہ شخص جو تاریخ کا مطالعہ کرے جان لے گا"۔

اس کتاب کے لکھنے والے ۸۲۸ھ میں فوت ہوئے ہیں گویا

چار سو سال گذر گئے کہ تیس دجال آچکے۔

(۴) نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ سے قبل اپنی کتاب حجج الکرامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ دجالوں کی تعداد پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ ان کی اصل عبارت بزبان فارسی حسب ذیل ہے:۔

"بالجملہ آنچہ حضرت صلعم اخبار بوجود دجالین کذابین دریں امت فرمودہ واقع شد۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس امت میں دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر تعداد مکمل ہو چکی ہے۔"

غرضیکہ خواہ ۲۷ دجالوں کی آمد کی پیشگوئی ہو خواہ تیس کی بہرحال وہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ پس اس حدیث ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنا عقل، نقل اور مسلمات علماء کے خلاف ہے۔

پانچویں حدیث

"سَبْعُوْنَ دَجَّالُوْنَ" ستر دجال آئیں گے۔

الجواب ملا: یہ حدیث ضعیف ہے:۔

"حافظ ابن حجر گفتہ کہ سند ایں ہر دو حدیث ضعیف است۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۳)

(۲) اس حدیث میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے بلکہ یہ مذکور ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنائیں گے۔ پس یہ صرف واقدی جیسے وضاعوں کے متعلق ہے۔ نیز ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے اتنا بڑا طومار جھوٹی حدیثوں کا کھڑا کر رکھا ہے۔ پس وضعی حدیثوں پر بنیاد رکھنے والے مولویوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔

چھٹی حدیث

"مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَقَصْرٍ" الحدیث (قصر نبوت والی حدیث)

الجواب الاول: یہ روایت قابل استناد نہیں کیونکہ بلحاظ روایت ضعیف ہے۔ یہ دو طریقوں سے مروی ہے۔ پہلے طریقہ میں زہیر بن محمد تمیمی ضعیف ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے:۔

"قال معاویة عن یحیی ضعیف۔ وذکرہ ابو زرعة فی اسامی الضعفاء۔ قال عثمان الدارمی لہ اغالیط کثیرة قال النسائی ضعیف وفی موضع اٰخر ولیس بالقوی" (تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) کہ زہیر تمیمی امام یحییٰ کے نزدیک اور ابو زرعہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ عثمان الدارمی کہتے ہیں کہ اس کی غلط روایات کثرت سے ہیں۔ نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اس حدیث کے دوسرے طریقہ میں عبداللہ بن دینار مولیٰ عمر اور ابو صالح الخوزی ضعیف ہیں۔ عبداللہ بن دینار کی روایت کو عقیلی نے مخدوش قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ صفحہ ۲۰۲)

اور ابو صالح الخوزی کو ابن معین ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱ و میزان الاعتدال مطبع حیدرآباد جلد ۳ صفحہ ۳۶۵)

الجواب الثانی: باوجودیکہ اس روایت کے بعض راوی ضعیف ہیں۔ اگر بفرض بحث اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی تمہارا بیان کردہ مفہوم غلط ہے

بلکہ اس حدیث کا جو مطلب تم لیتے ہو اگر وہ مطلب لیا جائے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کیونکہ تمہاری تشریح کے مطابق تو صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ایک اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ گویا اگر آنحضرت صلعم تشریف نہ لاتے تو نبوت کے محل میں صرف ایک ہی اینٹ کی تھوڑی سی جگہ خالی رہ جاتی تھی۔ جیسے ایک بہت بڑے محل میں ایک معمولی سوراخ۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں تمام جہان کو پیدا نہ کرتا۔

پس اس حدیث سے وہ مفہوم مراد نہیں ہے جو مولوی صاحبان بیان کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث میں شریعت کے محل کا ذکر ہے جس کو نبی تعمیر کرتے ہیں۔ انبیاء ماسبق اپنے اپنے وقت میں ضرورت کے مطابق احکام شریعت لاتے رہے اور اس محل کے لئے مصالح جمع ہوتا رہا۔ چونکہ عقل انسانی ارتقاء کے بلند ترین مقام پر ابھی تک نہیں پہنچی تھی اس لئے وہ شریعتیں ناقص تھیں اور ان میں کمی باقی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس وقت تکمیل عقل انسانی ہو چکی تھی۔ اور احکام شریعت کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو چکی تھی اس لئے خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو بھیجا۔ آپ نے آکر پہلی شریعتوں کو بھی قرآن شریف میں شامل کر لیا اور جو کمی باقی تھی اس کو بھی پورا کر کے شریعت کے محل کو مکمل کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے "فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ" گویا اس میں سب پہلی شریعتیں بھی شامل ہیں۔ عقل انسانی کی وہ ترقی جو عیسےٰ علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے زمانہ میں ہوئی اس کو آنحضرت صلعم نے "اینٹ کی جگہ" (موضع لبنة) قرار دیا ہے۔

الجواب الثالث:۔ اس حدیث میں "الانبیاء من قبلی" کا فقرہ بتاتا ہے کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلے انبیاء ہی کا ذکر کیا ہے۔ بعد میں آنے والے انبیاء کا ذکر مقصود نہیں۔ اس قید سے ضمنی طور پر بعد کے غیر تشریعی انبیاء کے آنے کا ثبوت مترشح ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت کے بعد تشریعی نبی آنیوالا نہ تھا اسلئے تشریعی نبیوں کے مدنظر من قبلی فرمایا گیا۔

الجواب الرابع:۔ غیر احمدی علماء بتلائیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ اینٹ کہاں لگے گی؟ جہاں سے ان کے لئے گنجائش نکالو گے وہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بھی گنجائش موجود ہے۔ اگر کہو عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں تو معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام والی اینٹ نہیں لگی۔ پھر آنحضرت صلعم کو فرمانا چاہئے تھا کہ دو اینٹوں کی جگہ باقی ہے۔ ایک میں اور ایک عیسیٰ ابن مریم۔ پس وفات مسیح ثابت ہے جو تم کو مسلم نہیں۔

ساتویں حدیث "اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ" (ترمذی جلد ۲ باب فضائل النبی صلعم)

جواب ۱:۔ یہ روایت قابل حجت نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی سفیان بن عیینہ ہے۔ جس نے یہ روایت زہری سے لی ہے۔ سفیان بن عیینہ کے متعلق لکھا ہے:۔
"کَانَ یُدَلِّسُ قَالَ اَحْمَدُ یُخْطِئُ"

فِی نحْوٍ مِنْ عِشْرِیْنَ حَدِیْثاً عَنِ الزُّھْرِی عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ اِخْتَلَطَ سَنَۃَ سَبْعٍ وَتِسْعِیْنَ وَمِائَۃٍ فَمَنْ سَمِعَ مِنْہُ فِیْھَا فَسَمَاعُہٗ لَا شَیْئَ ۔" (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ مطبوعہ حیدر آباد) یعنی یہ راوی تدلیس کیا کرتا تھا۔ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ زہری سے قریباً بیس روایات میں اس نے غلطی کی ہے (یہ عاقب والی روایت بھی اس نے زہری ہی سے لی ہے) یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کے حواس ۱۹۷ھ میں بجا نہ رہے تھے پس جس نے اس سال یا اسکے بعد اس سے روایت لی ہے وہ بے حقیقت ہے۔"

اِس روایت کے دوسرے راوی زہری کے متعلق بھی لکھا ہے۔ "کَانَ یُدَلِّسُ فِی النَّادِرِ" (میزان الاعتدال مطبوعہ حیدر آباد جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ و انوار محمدی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) کہ یہ راوی کبھی کبھی تدلیس بھی کر لیا کرتا تھا۔ پس اس روایت میں بھی اسی راوی نے ازراہِ تدلیس "وَالْعَاقِبُ الَّذِی لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ" کے الفاظ بڑھا دیئے۔ کیونکہ شمائل ترمذی شریف مجتبائی میں جہاں یہ حدیث ہے وہاں "وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ" کے الفاظ کے اوپر بین السطور لکھا ہے۔ "ھٰذَا قَوْلُ الزُّھْرِیِّ" کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بلکہ زہری کا اپنا قول ہے (شمائل ترمذی مجتبائی مطبوعہ ۱۳۴۲ھ صفحہ ۲۶)

جواب ملا۲ "عَاقِبٌ" عربی لفظ ہے اور صحابہؓ جن کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے وہ بھی عرب تھے۔ پھر آنحضرت صلعم کو ترجمہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ترجمہ ہی صاف بتا رہا ہے کہ یہ ترجمہ کسی ایسے آدمی نے کیا ہے جو اِس حدیث کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کر رہا تھا جو عرب نہ تھے۔ چنانچہ حضرت مُلا علی قاریؒ نے صاف فرما دیا ہے :۔

"اَلظَّاھِرُ اَنَّ ھٰذَا تَفْسِیْرٌ لِلصَّحَابِیِّ اَوْ مَنْ بَعْدَہٗ وَفِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ قَالَ ابْنُ الْاَعْرَابِیِّ الْعَاقِبُ الَّذِیْ یَخْلُفُ فِی الْخَیْرِ مَنْ کَانَ قَبْلَہٗ" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۷۶ و برحاشیہ مشکوٰۃ مجتبائی باب اسماء النبیؐ)

پس صاف ظاہر ہے کہ "العاقب الذی لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ" کسی صحابی یا بعد میں آنے والے کسی شخص نے بطور تشریح بڑھا دیا ہے اور ابن اعرابی نے کہا ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جو کسی اچھی بات میں اپنے سے پہلے کا قائم مقام ہو۔"

اٹھویں حدیث

"اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ"

جواب ملا۱ ۔ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ ابن ماجہ نے جن راویوں سے اسے نقل کیا ہے۔ ان میں سے عبد الرحمٰن بن محمد المحاربی اور اسماعیل بن رافع (ابو رافع) ضعیف ہیں۔ عبد الرحمٰن بن محمد کے متعلق لکھا ہے۔

"قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ یَرْوِیْ الْمَنَاکِیْرَ عَنِ

المجهولین قال عبد اللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ ان المحاربی کان یدلس ..... قال ابن سعید کان کثیر الغلط۔" (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ وتہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۲۶۶) کہ ابن معین کہتے ہیں کہ یہ راوی مجہول راویوں سے ناقابل قبول روایات بیان کیا کرتا تھا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ راوی تدلیس کیا کرتا تھا۔ ..... ابن سعید کہتے ہیں کہ یہ راوی بہت غلط روایات کیا کرتا تھا"۔

اس حدیث کا دوسرا راوی ابو رافع اسمٰعیل بن رافع بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

"ضعفہ احمد و یحیی و جماعۃ قال الدارقطنی متروک الحدیث قال ابن عدی احادیثہ کلہا فیہا نظر"۔ (میزان الاعتدال جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ حیدرآبادی)

یعنی امام احمد، یحیی اور ایک جماعت محدثین نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے دارقطنی اسے متروک الحدیث کہتے ہیں اور ابن عدی کے نزدیک اس کی تمام کی تمام روایات مشکوک ہیں"۔

اسی طرح اسے نسائی نے متروک الحدیث قرار دیا ہے اور ابن معین، ترمذی اور ابن سعد کے نزدیک بھی ضعیف ہے (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۹۴) پس یہ روایت بھی جعلی ہے۔

جواب ۲۔ حدیث کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس میں صرف ان انبیاء کا ختم ہونا مذکور ہے جو آکر نئی اُمت بناتے ہیں۔ پس جو نبی نئی شریعت لیکر آئیں اور آنحضرت صلعم کی اقتدار اور متابعت سے باہر ہو کر دعویٰ نبوت کریں۔ ان کے انقطاع کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ اس حدیث کی تشریح مسلم کی دوسری حدیث کرتی ہے:۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد" (مسلم صفحہ ۵۳۱ باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ ومکۃ)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے"۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد اور کوئی مسجد نہیں بنی؟ ضرور بنی ہیں اور بن رہی ہیں۔ بلکہ جتنی مسجدیں دنیا میں موجود ہیں سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد ہی تعمیر ہوئی ہیں۔ کیا ان کی تعمیر ناجائز ہوئی ہے؟ نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب میری مسجد کے بعد کوئی ایسی مسجد نہیں بن سکتی جو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے نہ بنائی گئی ہو جو میری مسجد کا مقصد ہے۔ یا جس میں وہ نماز پڑھی جائے جو میری مسجد میں نہ پڑھی جاتی ہو۔ یا جس کا قبلہ اور ہو۔ پس جس مفہوم میں یہاں "اٰخر المساجد" آیا ہے اسی مفہوم میں "اٰخر الانبیاء" آیا ہے یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو نئی شریعت لائے یا میری شریعت کے خلاف ہو۔ یا میری اتباع اور متابعت سے باہر ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔

لفظ آخر کی مثالیں

عربی:۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

شَرِیْ وُدِّیْ وَشُکْرِیْ مِنْ بَعِیْدٍ
لِاٰخِرِ غَالِبٍ اَبَدًا رَبِیْعُ

(حماسہ باب الادب)

اس شعر کا ترجمہ مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی جو حماسہ کے شارح ہیں۔ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"ربیع ابن زیاد نے میری دوستی اور شکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخری یعنی ہمیشہ کے لئے عدیم المثل ہے خرید لیا ہے۔"

گویا "آخر" کا ترجمہ "ہمیشہ کے لئے عدیم المثل" ہوا۔ پس انہی معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخر الانبیاء یعنی ہمیشہ کے لئے عدیم النظیر ہیں۔

(۲) امام جلال الدین سیوطی نے امام ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے:۔

"سیدنا الامام العالم العلامۃ امام الائمۃ قدوۃ الامۃ علامۃ العلماء وارث الانبیاء آخر المجتہدین۔" (الاشباہ والنظائر جلد ۳ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ حیدر آباد)

گویا امام ابن تیمیہ آخر المجتہدین تھے۔ کیا ان کے بعد کوئی مجتہد نہیں ہوا؟

اردو:۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنے استاد داغ کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں ؎

چل بسا داغ آہ میت اسکی زیب دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے

گویا داغ دلی کا آخری شاعر تھا۔ اسی مرثیہ میں آگے چلکر ڈاکٹر صاحب موصوف کہتے ہیں ؎

چل دیئے ساقی جو تھے میخانہ خالی رہ گیا
یادگار بزم دلی ایک حالی رہ گیا (بانگ درا صفحہ ۸۷)

گویا داغ کے بعد حالی بزم دلی کی یادگار ہیں۔ نیز داغ کے بعد آج دلی میں سینکڑوں شاعر ہیں۔ جلیل وغیرہ ان میں سے ممتاز ہیں۔

نویں حدیث ۹

"اَنَا الْمُقَفِّیْ"۔ مُقفّی کے معنے ہیں آخری نبی۔

الجواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک مقفّی ہیں مگر مقفّی کا ترجمہ آخری نبی جو غیر احمدی علماء کرتے ہیں وہ غلط ہے۔ علامہ ابن الانباری فرماتے ہیں "مَعْنَاہُ الْمُتَّبِعُ لِلنَّبِیِّیْنَ" (اکمال الاکمال شرح مسلم جلد ۶ صفحہ ۱۴۳) کہ مقفّی کے معنے ہیں وہ جس کی انبیاء اتباع کریں۔ گویا یہ نام بذات خود اس امر کا مقتضی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء آویں جو آپؐ کی پیروی اور اتباع کریں۔ اس کو انقطاع نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کرنا نادانی ہے۔

دسویں روایت ۱۰

یعقوب نامی گدھے کا عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ چنانچہ ابن حبان اور ابن عساکر نے اس کو روایت کیا ہے کہ اس نے کہا۔ "لا من الانبیاء غیرك" کہ اے آنحضرت صلعم! آپ کے سوا کوئی نبیوں میں سے

باقی نہیں ہے (دیکھو رسالہ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۶ بحوالہ رسالہ ختم نبوت مصنفہ عبدالنبی الخبیر مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ صفحہ ۲۶، ۲۷)

الجواب:- اِس روایت کا جواب یہی ہے کہ تمہارا بیان کردہ گدھا تو اس روایت کے رُو سے وفاتِ مسیح کا بھی اعلان کر رہا ہے۔ کیونکہ کہتا ہے کہ میری خواہش تھی کہ مجھ پر کوئی نبی سواری کرے۔ اب آپ کے سوا کوئی نبی نہیں رہ گیا اور میری نسل میں سے میرے سوا کوئی گدھا باقی نہیں۔ اگر تمہارے نزدیک یہ روایت درست ہے تو کم سے کم وفاتِ مسیح کا تو اقرار کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ روایت بے اصل محض اور بے سند قول ہے۔

گیارھویں حدیث

حدیث میں ہے "اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔" (ترمذی، مسند احمد عن انس)

جواب ۱۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اسکے چاروں راوی (۱) حسن بن محمد الزعفرانی۔ (۲) عفان بن مسلم (۳) عبدالواحد بن زیاد (۴) المختار بن فلفل ضعیف ہیں۔ گویا سوائے حضرت انسؓ کے شروع سے لیکر آخر تک تمام سلسلۂ اسناد ضعیف راویوں پر مشتمل ہے۔ حسن بن محمد الزعفرانی کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں:-

"ضَعَّفَہٗ ابن قانع وقال الدارقطنی قد تکلموا فیہ۔" (میزان الاعتدال جلد ۱ صفحہ ۲۴۱ مطبوعہ حیدر آباد و مطبوعہ انوار محمدی جلد ۱ صفحہ ۲۱۲)

یعنی ابن قانع کہتے ہیں کہ حسن بن محمد ضعیف تھا دارقطنی کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک اس راوی کی صحت کے بارے میں کلام ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اِس راوی نے ایسی احادیث کی روایات کی ہیں جن کا میں نے انکار کیا۔"

اسی طرح دوسرے راوی عفان بن مسلم کے متعلق ابو خیثمہ کہتے ہیں "اَنْکَرْنَا عَفَّانَ" (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ حیدر آباد) کہ ہم اس راوی کو قابلِ قبول نہیں سمجھتے۔

تیسرے راوی عبدالواحد بن زیاد کے متعلق لکھا ہے۔ "قال یحیٰی لیس بشیءٍ۔" (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبع حیدر آباد) کہ یحیٰی کہتے ہیں۔ یہ راوی کسی کام کا نہیں ہے۔

اسی طرح چوتھے راوی مختار بن فلفل کے متعلق لکھا ہے "یخطئ کثیرًا تکلم فیہ سلیمان فعدّہٗ فی روایات المناکیر عن انس۔" (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۶۹) کہ یہ راوی روایت میں اکثر غلطی کرتا تھا۔ سلیمان نے کہا ہے کہ یہ راوی حضرت انسؓ سے ناقابلِ قبول روایات بیان کرنے والوں میں سے ہے۔ چنانچہ روایت زیر بحث بھی اس راوی نے انسؓ سے ہی روایت کی ہے لہٰذا محدثین کے نزدیک یہ روایت قابلِ انکار ہے اور حجت نہیں۔

جواب ۲۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:- "اِنَّ النُّبُوَّۃَ الَّتِیْ انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رسول اللہ صلعم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخًا لشرعہ صلعم ولا یزید شرعہ حکمًا اٰخر و ھٰذا معنی قولہ صلعم اِنّ الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول

بعدی ولا نبی ای لا نبی یکون علیٰ شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی۔"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

کہ "وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنیوالی کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ نہ اس میں کوئی حکم کم کر سکتی ہے نہ زیادہ۔ یہی معنی ہیں آنحضرت صلعم کے اس قول کے کہ اِنّ الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔" یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو۔ ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے کہ وہ میری شریعت کے ماتحت آئے۔"

بارھویں حدیث ۱۲

"لا نبی بعدی"

(مسلم و ترمذی)

جواب ۱ :۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے چار راویوں میں سے تین ضعیف ہیں۔ قتیبہ، حاتم بن اسماعیل المدنی، بکیر بن مسمار الزہری۔ قتیبہ کے متعلق لکھا ہے۔ "قال الخطیب ھو منکر جداً۔" (تہذیب التہذیب جلد ہ صفحہ ۳۶) کہ خطیب کہتے ہیں کہ وہ سخت ناقابل قبول راوی ہے۔ حاتم بن اسماعیل راوی کے متعلق نسائی کہتے ہیں کہ "لیس بالقوی" کہ یہ راوی ثقہ نہ تھا۔

چوتھے راوی بکیر بن مسمار کے متعلق لکھا ہے۔ "قال البخاری فیہ نظر۔" (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۴۹۵ و میزان الاعتدال صفحہ ۱۶۳) امام بخاری کہتے ہیں کہ اس راوی کے ثقہ ہونے میں کلام کیا جاتا ہے۔

جواب ۲ :۔ "لا نبوۃ بعدی" کے الفاظ ایک اور روایت میں بھی آتے ہیں۔ جس کو ابو نعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن امام شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت "موضوع" ہے :۔

"رواہ ابو نعیم عن معاذ مرفوعاً وھو موضوع افتہ بشر بن ابراھیم الانصاری۔"

(الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعۃ مطبوعہ محمدی پریس صفحہ ۱۱۶)

کہ اس کا راوی بشر بن ابراہیم وضاع ہے اور یہ روایت جعلی ہے۔

تیرھویں حدیث ۱۳

"کنت اول النبیین فی الخلق و اٰخرھم فی البعث"

جواب :۔ یہ روایت بھی موضوع ہے۔ لکھا ہے :۔

"قال الصغانی ھو موضوع و کذا قال ابن تیمیۃ۔" (الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ صفحہ ۱۰۸)

کہ صغانی اور امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جعلی ہے۔

چودھویں حدیث ۱۴

"لا یبعث بعدی نبیاً" کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد کوئی نبی

مبعوث نہیں کریگا۔

جواب:۔ یہ روایت بھی سراسر جھوٹی اور جعلی ہے۔ چنانچہ امام شوکانی اِس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں:۔

"ھُوَ مَوْضُوْعٌ"

(الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۰)

یہ روایت جعلی ہے۔

پندرھویں حدیث ۱۵ "اِنَّ جِبْرِیْلَ لَا یَنْزِلُ اِلَی الْاَرْضِ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ"

جواب:۔ "یہ حدیث بے اصل ہے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۳)

غرضیکہ غیر احمدی علماء کی طرف سے جس قدر روایات انقطاعِ نبوت کے دعویٰ کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں اُن میں سے کچھ موضوع، کچھ ضعیف اور باقی ایسی ہیں جن کا وہ مفہوم نہیں جو غیر احمدی علماء پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالف علماء کو مخاطب کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے ساتھ آپ کا مقابلہ تقویٰ سے بعید ہے۔ کیونکہ آپ لوگوں کی دستاویز صرف وہ حدیثیں ہیں جن میں سے کچھ موضوع اور کچھ ضعیف اور کچھ ان میں سے ایسی ہیں جن کے معنے آپ لوگ سمجھتے نہیں مگر آپ کے مقابل پر میرا دعویٰ علیٰ وجہ البصیرت ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

قرآن مجید کے متعلق معلوماتِ عامّہ

ابو اللیث سمرقندی لکھتے ہیں "کہ قرآن مجید کے حرف ۳۲۰۲۶۷۰ زبریں ۵۳۲۴۳ - پیش ۸۸۰۴ - زیریں ۳۹۵۸۲ نقطے ۱۰۵۶۸۴ - مدیں ۱۷۷۱ - شدیں ۱۲۵۳ - سورتیں ۱۱۴ - رکوع ۵۴۰ - کوفی عشر ۴۲۳ - بصری ۶۲۴ - کوفی خمس ۷۴۸ - بصری ۱۲۴۶ - کوفی آیتیں ۶۲۳۶ - بصری ۶۲۱۶ - شامی ۶۲۵۰ - مکی ۶۲۱۲ - عراقی ۶۲۱۴ - عام آیتیں ۶۶۶۶ -

ا ۴۸۸۷۲ - ب ۱۴۴۵ - ت 1199 -
ث ۱۲۷۶ - ج ۳۲۷۳ - ح ۹۷۳ - خ
۲۴۱۶ - د ۵۶۶۲ - ذ ۴۶۹۷ - ر ۱۱۷۹۳ -
ز ۵۰۹۰ - س ۵۸۹۱ - ش ۲۲۵۳ -
ص ۲۰۱۳ - ض ۱۶۰۷ - ط ۱۲۷۴ -
ظ ۸۴۲ - ع ۹۲۲۰۰ - غ ۲۲۰۸ - ف
۶۸۱۳ - ک ۹۵۲۲ - ل ۳۴۳۲ -
م ۲۶۵۳۵ - ن ۲۲۵۶۰ - و ۲۵۵۳۶ -
ھ ۱۹۰۷۰ - لا ۳۷۲۰ - ی ۲۵۹۱۹ -

متأخرین کے نزدیک معانقے ۱۸ - متقدمین کے نزدیک ۱۶ - اتفاقی سجدے ۱۶ - اختلافی ۱۵ -"

(البستان الفقیہ بحوالہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

پیش کردہ:۔

امین اللہ خان سالک متعلم جامعہ احمدیہ

مقامِ محمدیت

محمد ہست برہانِ محمد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی قصیدہ میں سے!

عجب نوریست در جانِ محمد
عجب لعلیست در کانِ محمد

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمد

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را
کہ باشد از عدوانِ محمد

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوانِ محمد

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہانِ محمد

سرے دارم فدائے خاکِ احمد
دلم ہر وقت قربانِ محمد

بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمد

بسے سہلست از دنیا بریدن
بیادِ حسن و احسانِ محمد

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من
کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمد

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمد

مرا آں گوشۂ چشمے بباید
نخواہم جز گلستانِ محمد

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بدامانِ محمد

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم
کہ دارد جا بہ بستانِ محمد

تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمد

چہ ہیبت ہا بداوند ایں جواں را
کہ ناید کس بہ میدانِ محمد

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ برّانِ محمد

رہِ مولےٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوانِ محمد

کرامت گرچہ بے نام و نشاں ست
بیا بنگر ز غلمانِ محمد

جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل طور پر خاتم النبیین مانتی ہے

مسئلہ ختم نبوت میں جماعت احمدیہ اور غیر احمدی علماء کے معنوں میں اصولی اتفاق

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ)

(۱)

حضرت امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے جو فقہ حنفیہ کے امام ہیں حدیث نبوی لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً کی تشریح کرتے ہوئے اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم نبی ہو جاتے یا اسی طرح حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تابع ہوتے۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

"فلا یناقض قولہٗ خاتم النبیین اذا المعنی انہ لا یأتی نبیٌّ ینسخ ملّتہٗ ولم یکن من اُمّتہٖ"

کہ یہ حدیث نبوی (جس سے امکانِ نبوت ثابت ہے) خدا کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔"

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی خاتم النبیین کی تشریح میں فرماتے ہیں :۔

"بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس صفحہ ۱۲)

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ اِن معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک، تو تمام کمالاتِ نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر

ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرفِ مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔" (تتمہ چشمہ معرفت صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں :-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پا سکتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں ہو سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

نیز خاتم النبیین والی آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اِس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہِ راست مقامِ نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اِس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغِ نبوتِ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنی ایسا صاحبِ کمال ایک جہت سے تو اُمتی اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوارِ محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۷)

حضرت امام علی القاریؒ اور حضرت مولوی عبدالحی صاحب کی اُوپر کی دونو تحریروں سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے قول سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف شارع یا مستقل نبی کا آنا بند کیا ہے لیکن خاتم النبیین کے الفاظ مجرد کسی نبی کی آمد کو ممتنع اور محال قرار نہیں دیتے۔ اسی طرح بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریروں کے اُوپر والے تینوں اقتباسات اِس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ آپ بھی خاتم النبیین کے معنوں میں حضرت امام علی القاریؒ اور جناب مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی سے اِس بات میں پُورا اتفاق رکھتے ہیں کہ خاتم النبیین کے الفاظ صرف مستقل اور شارع نبی کے آنے میں مانع ہیں۔

علمائے اسلام و ائمہ عظام کی ایسی واضح تحریروں کی موجودگی میں احرار نے اور ان کی ہمنوائی میں دوسرے علماء نے حضرت مرزا صاحبؑ سے عداوت اور بُغض کی وجہ سے اُن کے اور اُن کی جماعت کے خلاف یہ زہریلا پروپیگنڈا کر کے عوام الناس کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ اور چونکہ ختمِ نبوت کا انکار کفر ہے لہٰذا جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ تحریک درحقیقت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے محض بُغض و عداوت کا مظاہرہ ہے۔ اور اس کے پیچھے احرار کی بعض سیاسی مصلحتیں اور اغراض بھی کام کر رہی ہیں۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ جس قسم کی نبوت کے اُمتِ محمدیہ میں امکان کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام قائل ہیں۔ اِس قسم کی نبوت فقہ حنفیہ کے

یہ دونوں بہت بڑے فقیہہ خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہیں سمجھتے مگر احرار یا اُن کے ہمنوا علماء کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہیں کہ حضرت امام علی القاریؒ یا حضرت مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ختم نبوّت کے منکر اور کافر و مرتد ہیں لیکن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اسی عقیدہ کو یہ لوگ ختم نبوّت کا انکار قرار دیتے ہیں۔

(۲)

مَیں نے اس پر غور کیا کہ امام علی القاری علیہ الرحمۃ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے خلاف اِن لوگوں کی زبانیں کیوں بند ہیں تو مجھے اس کی دو وجہیں سمجھ میں آتی ہیں۔

وجہ اوّل تو یہ ہے کہ امام علی القاریؒ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی سے عام لوگوں کو محبت ہے اور ان کو لوگ اُمت کے بزرگ تسلیم کرتے ہیں اسلئے امام علی القاری اور مولوی عبدالحی صاحب کو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے احرار اور اُن کے ہمنوا اُن کی اِس تفسیر اور اُن کے اقوال کی بناء پر ختم نبوّت کا منکر اور کافر و مرتد نہیں ٹھہراتے لیکن جب یہی معنی خاتم النبیین کے بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر کرتے ہیں تو پھر بغض و حسد، کینہ و عداوت یا سیاسی مصلحتیں ان کو اس بات کے لیئے اُبھارتی ہیں کہ وہ محض جھوٹے پروپیگنڈا سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو ختم نبوّت کا منکر قرار دیکر آپؑ کے خلاف عام پبلک میں نفرت و اشتعال پیدا کریں۔ اب وہ علمائے اسلام جو اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتے ہیں وہ انگشت بدنداں ہیں کہ یہ کیسا جھوٹ ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ کے خلاف پھیلایا جا رہا ہے چنانچہ مولوی عبدالماجد صاحب اِس الزام کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"جہاں تک میری نظر سے خود بانیٔ سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گذری ہیں اُن میں بجائے ختم نبوّت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی ہے بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اس معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوّت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانیٔ سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔" (منقول از اخبار الفضل قادیان ۱۲ر مارچ ۱۹۲۵ء)

دوسری وجہ ان علماء کے امام علی القاری علیہ الرحمۃ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ کے خلاف خاموش رہنے کی یہ ہے کہ درحقیقت یہ علماء دِل سے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام علی القاری اور جناب مولوی عبدالحی صاحب نے خاتم النبیین کی جو یہ تشریح کی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو مستقل نبی یا ناسخ شریعتِ محمدیہ ہو یہ معنی خاتم النبیین کے درحقیقت ان علماء کے نزدیک بھی درست ہیں کیونکہ یہ ان کے اپنے ذاتی عقیدہ کے موافق ہیں۔ لیکن یہ علماء نہایت ہوشیاری سے اپنے اس ذاتی عقیدہ کو تو عوام الناس کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیتے اور بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف نہایت رنگ آمیزی اور ملمع سازی سے یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ آپ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ احرار اور انکے ہمنوا علماء کا یہ طریق جادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق کی ایک زندہ مثال ہے۔ خدا تعصب کا بُرا کرے جب یہ کسی کے خلاف دل میں گھر کر لیتا ہے تو پھر انسان اپنے عقائد سے بھی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور مخالف کے ایسے عقائد پر بھی بلا وجہ اعتراض کرنے لگ جاتا ہے جن میں وہ اس سے اصولاً موافقت بھی رکھتا ہو۔

(۳)

غیر احمدی علماء بالعموم خاتم النبیین کے معنی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیا ہے اور پھر حدیث لا نبی بعدی کو اپنے ان معنوں کی تائید میں پیش کرتے ہیں لیکن آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی موجودگی میں علماء یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمتِ محمدیہ میں تشریف لائیں گے۔ ہاں وہ شارع نبی نہیں ہوں گے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع اور آپ کے اُمتی ہوں گے۔ گویا ایک پہلو سے نبی ہوں گے اور ایک پہلو سے اُمتی۔

اس عقیدہ کا مآل یہی ہوا کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کا غیر شارع اُمتی نبی کی حیثیت میں آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ پس ان کے اس عقیدہ کے لحاظ سے خاتم النبیین کی آیت کا ماحصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخری نبی اس حیثیت میں ہیں کہ آپ آخری شریعت لانے والے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے یا مستقل نبی ہو کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معنوں میں آخری نبی نہ سمجھا جائے کہ آپ آخری شارع نبی ہیں بلکہ مطلق آخری نبی سمجھا جائے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے آپ کے بعد اُمتِ محمدیہ میں آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانا ان علماء کے مسلمات میں سے ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے کا ماحصل یہی ہوا کہ آپ شریعت لانے والے انبیاء میں سے آخری فرد ہیں۔ ورنہ ان غیر احمدی علماء کے عقائد کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی ماننا پڑے گا اور ان معنوں میں خاتم النبیین کی خصوصیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مل جائے گی اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صریح انکار کے مترادف ہوگا اور ان کا یہ عقیدہ کفر صریح بن جائیگا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہوئے غیر احمدی علماء کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخری نبی انہیں معنوں میں قرار پاتے ہیں کہ آپ آخری شارع نبی ہیں اور کوئی ایسا نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا جو ناسخ شرع محمدی ہو۔ بلکہ جو بھی آئے گا وہ آپ کی شریعت کے تابع اور آپ کا اُمتی ہوگا۔ یہی وہ بات ہے جو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے تحریر فرمائی ہے کہ:-

"بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس ص۱۲)

اور یہی وہ بات ہے جو حضرت امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

غیر احمدی علماء کے عقیدہ کے اس مآل و ماحصل سے جماعت احمدیہ اصولی طور پر اتفاق رکھتی ہے لہٰذا جماعت احمدیہ اور اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو ختم نبوت کا منکر قرار دینا ان علماء کا ظلم صریح، تعدی اور محض تحکم ہے۔ بات قریباً وہی درست ہے جو مولوی عبدالماجد صاحب نے تحریر فرمائی ہے کہ:-

"مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اس معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔"

(۴)

اسی طرح حدیث لا نبی بعدی کی موجودگی میں غیر احمدی علماء حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کو غیر شارع اُمتی نبی کی حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز قرار دیتے ہیں۔ اس جگہ یہ **عُذر ان کا درست** نہیں کہ وہ تو پہلے کے نبی ہیں۔ کیونکہ گو وہ پہلے کے نبی ہیں مگر ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنا بھی تو ان لوگوں کو مسلّم ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی کے الفاظ جس طرح بعد میں کسی نئے نبی کے آنے میں روک قرار دیئے جاسکتے ہیں ویسے ہی پرانے نبی کے بارہ میں بھی روک ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء حدیث لا نبیّ بعدی سے صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ لا نبیّ بعدی کی حدیث کا مفہوم بھی یہی لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا۔ اور انہی معنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تئیں لا نبیّ بعدی کا مصداق قرار دیا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب اقتراب الساعۃ ص۱۶۲ میں لکھتے ہیں:-

"لا نبیّ بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک **اہل علم** کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا۔"

امام محمد طاہر تکملہ مجمع البحار ص۸۵ پر لکھتے ہیں:-

"ھٰذا ایضاً لا ینافی حدیث

کلا نبی بعدی لانّہٗ اراد لا نبی
ینسخ شرعہٗ "

کہ یہ امر حدیث لا نبی بعدی کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی تھی کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

حدیث لا نبی بعدی کے یہ معنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا ان علمائے کرام کے صرف قیاسی معنے نہیں جو محض مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کو مدنظر رکھ کر ہی درست ہوں بلکہ ان معنوں کی تائید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض دوسری صریح احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

(أ) ابوبکر خیر الناس بعدی الّا ان
یکون نبیٌّ ۔ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۳۸)

(ب) ابوبکر افضل ھٰذہ الامّۃ الّا
ان یکون نبیٌّ ۔ (کنوز الحقائق فی حدیث
خیر الخلائق)

کہ ابوبکرؓ میرے بعد کے لوگوں سے بہتر ہیں
یا ابوبکرؓ اس اُمّت میں سے افضل ہیں سوائے
اس کے کہ کوئی نبی ہو "

ان حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں اپنے بعد یا اپنی اُمّت میں نبی کا امکان تسلیم فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

سیکون بعدی ثلاثون کلھم یدعی
انّہٗ نبیٌّ و انہ لا نبیّ بعدی الّا
ما شاء اللہ ۔ (النبراس شرح عقائد نسفی صفحہ ۴۴۵)

کہ عنقریب میرے بعد تیس آدمی ہوں گے
ہر ایک ان میں سے یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی
ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اسکے
جسے اللہ تعالےٰ چاہے "

اس حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے الّا ما شاء اللہ کہہ کر صادق نبیوں کا استثناء فرمایا ہے۔ اور اس طرح اُمّت میں نبی کی آمد کا امکان تسلیم فرمایا ہے۔

نبراس کے حاشیہ پر اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے :۔

والمعنی لا نبیّ بنبوۃ التشریع
بعدی الّا ما شاء اللہ من انبیاء
الاولیاء۔

کہ حدیث کے فقرہ لا نبی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد شریعت والی نبوّت نہیں ہے۔ اور معنی الّا ما شاء اللہ کے انبیاء الاولیاء ہیں یعنی ایسے انبیاء کا استثناء ہے جو اولیاء اُمّت ہو کر مقامِ نبوت پانے والے ہوں۔

پس جب غیر احمدی علماء بھی اپنے عقیدہ کے مآل کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شارع نبی یقین کرتے ہیں اور اس عقیدہ میں جماعت احمدیہ ان سے اصولی طور پر متفق ہے تو پھر ان علماء کو خدا ترسی

سے کام لینا چاہیئے جو علمائے حق کا شیوہ ہوتا ہے اور جماعت احمدیہ کے خلاف اِس طرح زبانِ طعن دراز نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ جماعت ختمِ نبوت کی منکر ہے۔

(۵)

غیر احمدی علماء کے عقیدہ کے ماحصل اور مآل سے اصولی اتفاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو ان سے صرف اِس امر میں جزوی اختلاف رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح اسرائیلی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر شارع نبی تابع شریعتِ محمدیہ اور آپ کا اُمتی قرار دیتے ہیں اور جماعت احمدیہ از روئے نصوصِ قرآنیہ ونصوصِ حدیثیہ یہ یقین رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ وہ وفات پا چکے ہیں اور جس مسیح کے آنے کی خبر اُمتِ محمدیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے وہ بموجب حدیث صحیح بخاری اما مکم منکم و بموجب حدیث صحیح مُسلم امکم منکم (کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا) اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رُوحانی فرزند ہے۔ اور یہ پیشگوئی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے وجود میں پُوری ہو گئی ہے۔

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصبِ خلافت اور اُمت کی امامت کا حق صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح اسرائیلی علیہ السلام کے لئے اس منصب کا حاصل کرنا آیتِ استخلاف کے صریح خلاف ہے۔

کیونکہ سورۂ نور کی آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ایمان لاکر اعمال صالحہ بجالانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اُن کو زمین میں اِس طرح خلیفہ بنائیگا جس طرح ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا۔

اِس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اِس وعدہ میں منکم کے لفظ سے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور آپ کے رُوحانی فرزند ہیں جو ایمان لانے کے بعد اعمال صالح بجالانے والے ہوں۔ ان سے یہ وعدہ ہے کہ اُن کو پہلوں کی طرح خلیفہ بنایا جائے گا۔ گویا اُمتِ محمدیہ کے خلفاء کو پہلے خلفاء سے تشبیہ دی گئی ہے پس اُمتِ محمدیہ کا ہر خلیفہ کسی پہلے خلیفہ کے مشابہ اور اُس کا مثیل ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی پہلا خلیفہ اُمتِ محمدیہ میں آجائے۔ کیونکہ اِس طرح تو اُمت میں مثیل کی بجائے اصل اور مشبّہ کی بجائے مشبّہ بہ کا ظہور ہو جائے گا۔ اور چونکہ مشبّہ مشبّہ بہ کا غیر ہوتا ہے لہذا مشبّہ بہ خلیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے منصب کا از روئے آیت استخلاف حق نہیں۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشبّہ بہ خلفاء میں سے ہیں اسلئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا منصب نہیں پا سکتے۔

پس ہمارے اور غیر احمدی علماء میں ختمِ نبوت کے مسئلہ

میں اصولی طور پر کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اُمت میں ظاہر ہونے والے غیر شارع اُمتی نبی کی شخصیت میں ہے کہ وہ شخص مسیح اسرائیلی علیہ السلام ہیں یا اُمتِ محمدیہ کا ہی کوئی فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کوئی روحانی فرزند اس منصبِ امامت وخلافت ومنصبِ نبوتِ ظلیہ کا حامل ہے۔ غیر احمدی علماء خواہ مخواہ کھینچ تان کرکے ہمیں ختمِ نبوت کے مسئلہ میں اپنا مخالف قرار دیتے ہیں تاکہ جماعت احمدیہ کے خلاف عوام الناس میں نفرت کا جذبہ پیدا کر سکیں اور اس طرح ان کے جذبات کو برانگیختہ کرکے احمدیت کے متعلق غور وفکر سے اُن کی توجہ کو ہٹا سکیں اور تا عوام الناس پر اُن کی سیادت قائم رہے۔ پس غیر احمدی علماء کا جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں یہ طریق اختیار کرنا در اصل اپنی شکست خوردہ ذہنیت کا ایک کھلا مظاہرہ ہے۔

(۶)

غیر احمدی جب احمدیوں سے تبادلۂ خیالات میں اپنی کمزوری محسوس کر لیتے ہیں تو بعض ان میں سے یہ عذر پیش کر دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ نبی اللہ نہیں ہوں گے محض ایک اُمتی کی حیثیت میں آئیں گے۔ لہذا خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

مگر ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے کچے حیلوں اور عذرات سے حق کو چھپایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ختم نبوت کے صحیح معنوں کو جو حضرت امام علی القاری اور حضرت مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور دیگر غیر احمدی علماء کے عقائد کا ماحصل و مآل ہیں بگاڑا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جن احادیث نبویہ میں مسیح کے نزول کی خبر دی گئی انہیں حدیثوں میں صاف طور پر آنے والے مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار دفعہ نبی اللہ قرار دیا ہے۔

(صحیح مسلم بروایت نواس بن سمعان)

ایسی ہی حدیثوں کی بناء پر علماء اُمت نے مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نبی اللہ ہونا تسلیم کیا ہے۔

محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں:-

عیسیٰ علیہ السلام یَنزِل فینا حَکَماً من غیر تشریع وھو نبیٌّ بلا شکٍّ۔ (فتوحات مکیہ ص۵)

کہ عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حَکَم ہو کر بغیر شریعت کے نازل ہوں گے اور وہ بے شک نبی ہوں گے۔

نواب صدیق حسن خاں حجج الکرامہ ص۴۳۱ میں علمائے سلف کے اقوال کی بناء پر لکھتے ہیں کہ:-

اگرچہ حضرت عیسیٰ اُمت میں خلیفہ ہوں گے "فھو رسول ونبیٌّ کریم علیٰ حالہ"

پھر لکھتے ہیں:-

من قال بسلب نبوتہ فقد کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی۔

(حجج الکرامہ ص۴۲۶)

کہ جو یہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلوب النبوت ہو کر (یعنی بغیر نبوت کے) آئیں گے تو وہ یقیناً کافر ہے۔ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے اس کی تصریح کی ہے۔ پھر دُور جانے کی ضرورت نہیں ہمارے زمانہ کے ایک

مفتی اور فاضل دیوبند مولوی محمد شفیع صاحب اپنے ایک فتویٰ میں تحریر کرتے ہیں :-

"جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہی حکم بعد نزول بھی باقی رہیگا اور ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہوگا۔ اور جب وہ اِس اُمّت کے امام ہو کر تشریف لائیں گے اِس بناء پر اُن کا اتباع احکام بھی واجب ہوگا۔ الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے بھی رسول اور نبی ہونگے اور ان کی نبوت کا اعتقاد جو قدیم سے جاری ہے اس وقت بھی جاری رہے گا" (دیکھو رجسٹر فتاویٰ الف ۱۳۶۹ بحوالہ الفضل)

عجیب بات ہے کہ یہ مفتی صاحب اب خود بھی اپنے عقیدہ کے مآل و ماحصل کے خلاف جماعت احمدیہ کو خاتم النبیین کا منکر قرار دینے میں پیش پیش ہیں۔ مگر یہ اتنا غور نہیں کرتے کہ جماعت احمدیہ تو خاتم النبیین کے متعلق ان کے عقیدہ اور مسلمہ معنوں کے مآل و ماحصل سے اصولی طور پر اتفاق رکھتی ہے۔ خاتم النبییّن کے بعد ایک نبی کا آنا یہ اِن مفتی دیوبند اور دوسرے علماء کو بھی مسلّم ہے۔ اِسی طرح جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شارع نبی یقین کرتی ہے اور آپ کے اور مسیح موعود کے درمیان بموجب حدیث نبوی کسی نبی کا آنا تسلیم نہیں کرتی۔ ہاں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں آپ کی اُمّت میں مسیح موعود نبی اللہ کو بحیثیت نبوتِ ظلّیہ نہ بحیثیت نبوتِ مستقلہ صرف ایک اُمّتی نبی یقین کرتی ہے۔ اِن مفتیوں اور علماء سے ہمارا اختلاف تو صرف اِس جزوی امر میں ہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں آنے والا مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی نبی ہیں یا اُمّتِ محمدیہ کا ہی ایک فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک روحانی فرزند اور خادم۔!

اب اِس عقیدہ مختلف فیہا کا حل یہ تو نہیں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا جائے کہ یہ لوگ ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ یہ تو ایک شکست خوردہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ اصل حل تو اِس اختلاف کا یہ ہے کہ حیات و وفات مسیح اسرائیلی علیہ السلام کے بارے میں خوب غور اور چھان بین کی جائے۔ کیونکہ اگر مسیح اسرائیلی علیہ السلام کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر جانا نصوص قطعیۃ الدلالۃ سے ثابت ہو جائے تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ یا کسی اور فردِ اُمّت کو مسیح موعود کے دعویٰ کا کوئی حق نہیں رہتا۔ لیکن اگر جیسا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے یہ بانگ بلند یہ چیلنج کیا ہے کہ حضرت مسیح اسرائیلی وفات پا چکے ہیں، وفاتِ مسیح کا قطعی ثبوت مل جائے تو پھر خدا ترسی کا تقاضا یہ ہے کہ علمائے ربانی کے طریق کے مطابق یہ علماء اس سچائی کا اعتراف کریں۔ اور اُمّتِ محمدیہ میں مسیح موعود کے دعویٰ کے اصل حقدار کے حق کو شناخت کرنے کی کوشش کریں۔

پس غیر احمدی علماء سے ہمارا اختلاف ختم نبوت میں اصولی طور پر ہرگز پایا نہیں جاتا۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ جس غیر شارع اُمتی نبی کی آمد کے یہ لوگ قائل ہیں وہ ان کے نزدیک آسمان پر بیٹھے ہیں اور کسی وقت نازل ہوں گے۔ جماعت احمدیہ یہ یقین رکھتی ہے کہ یہ موعود غیر شارع اُمتی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک روحانی فرزند اور آپؐ کا ایک اُمتی اور خادم ہے پس ہمارے اور اُن کے عقیدہ میں اختلاف صرف **مسیح موعود کی شخصیت** کے بارے میں ہے نہ کہ ختم نبوت کے بارے میں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند سے اِن علماء کو بدقسمتی سے ضد و عداوت پیدا ہو چکی ہے اور اس کا وہ ایک دفعہ انکار کر چکے ہیں، اسلئے انکار کی پیچ میں ان لوگوں نے یہ دُور از حق بات بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف منسوب کرنا شروع کر دی ہے کہ آپؐ (معاذ اللہ) ختم نبوت کے منکر ہیں۔

— ۷ —

کاش یہ علماء خدا ترسی سے کام لیتے ہوئے سوچتے کہ جس ظلی نبوت کا دعویٰ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو ہے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت ہی کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ آپؐ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

کاش یہ علماء غور کرتے کہ ظل تو اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا اور نہ اصل کو اپنے ظل سے کوئی غیریت ہوتی ہے۔ کیا آئینہ میں آفتاب کی جو صورت نظر آتی ہے اور وہ آفتاب کہلاتی ہے تو اس سے دو آفتاب ہو جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اصل آفتاب تو ایک ہی ہے اور یہ آئینہ کا آفتاب تو اصل آفتاب کی شعاعوں کا ایک پرتو اور ظل ہی ہے، نہ کہ اس اصل آفتاب کے مقابل کوئی مستقل حیثیت رکھنے والا جس سے آفتاب کا دو ہونا لازم آئے۔ کیا جب مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی آئینہ میں اپنی صورت دیکھا کرتے ہیں تو اس سے دو مولوی محمد شفیع بن جاتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوئ نبوتِ ظلیہ پر یہ شور کیوں برپا ہے کہ آپؑ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(ب) "خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔ جیسا کہ جب تم آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو

نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہو۔ صرف ظلّی اور اصلی کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔" (کشتی نوح صہ۱۵)

یہ بروزی اور ظلّی نبوّت تو فنافی الرسول کا مرتبہ پانے کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں اب کوئی ہندو یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوّت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّتِ محمدیہ کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اس سے ظاہر ہے کہ جس قسم کی نبوّت کا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو دعویٰ ہے یہ نبوّتِ ظلّیہ ہے اور یہ نبوّتِ ظلّیہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چشمۂ نبوّت کا فیضان اور پرتو ہے اور یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کو ظاہر کرنے کے لئے آپ کی نبوّت اور فیضان پر بطور شاہد کے ہے۔

یہی وہ نبوّت ہے جس کا حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:۔

"بجز نبوّتِ مستقلہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ اور ممکن نہیں کہ خدا ظلّی طور پر کمالاتِ نبوّت کو بند کر دیوے کیونکہ اس مبدأ فیض میں بخل و دریغ ممکن نہیں۔"

(مقاماتِ مظہری ص۸۴)

اسی حقیقت کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خاتم النبیین کے لفظ خاتم (مُہر) کے کاموں اور اثرات میں سے ایک کام اور اثر سے استنباط فرماتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ

رُوحانی نبی تراش ہے۔ یہ قوتِ قدسیہ کسی اَور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

پس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہرِ نبوت جہاں پہلی شریعتوں کو منسوخ کرتی ہے اور سابقہ انبیاء کے اُمتِ محمدیہ میں ظہور کا دروازہ بند کرتی ہے وہاں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے اِس فیضان اور کمال کی بھی حامل ہے کہ کوئی شخص آپ کی پیروی اور فیضان کے توسط کے بغیر کمالاتِ نبوت کی موہبت پاکر نبوت کے مقام پر سرفراز نہیں ہو سکتا۔ پہلے انبیاء براہِ راست اپنے درجہ کے مطابق اِس مقام کو پا سکتے تھے کیونکہ ان میں سے کوئی خاتم النبیین کے کمال کا حامل نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد اب کوئی شخص کمالِ نبوت نہیں پا سکتا۔ جب تک وہ اپنے اعمال پر اتباعِ نبوی کی مُہر نہ رکھتا ہو۔

(۸)

خاتم النبیین کے معنی کے اسی پہلو کو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (سورۃ نساء ع ۹)

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا نبیوں میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔

گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی انسان نبوت، صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کے مراتب کو پا سکتا ہے۔ اِس جگہ ساتھ ہونے سے مراد ان انعامات کے پانے میں ساتھ ہونا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے اگر کوئی نبی نہیں بن سکتا تو صدیق شہید اور صالح کا مرتبہ بھی نہیں پا سکتا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ خاتم الصدیقین خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین بھی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِسی قوتِ قدسیہ اور شان کے اظہار میں حضرت خاتم الاولیاء علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں:۔

الخاتم لما سبق والفاتح لما انغلق

(نہج البلاغہ ورق ۱۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے انبیاء اور ان کے کمالات کو ختم کرنے والے ہیں لیکن جو مراتب اور کمالاتِ نبوت اِس طرح بند ہوئے وہ اب آپ کے واسطہ سے ملا کریں گے۔ کیونکہ بند شدہ کو آپ کھولنے والے بھی ہیں۔

اِسی حقیقت کے پیشِ نظر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ولا نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولی بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبیّنا خیر الوریٰ وکل من حصلت لہٗ ھٰذہ الدرجۃ یکلم اللّٰہ ذٰلک الرجل بکلام اکثر واجلی والشریعۃ تبقٰی بحالھا لا ینتقص منھا حکم ولا تزید ھدیً۔" (استفتاء صـ۱۶ـ۱۷)

کہ ہماری مراد نبوّت سے وہ نہیں جو پہلی الہامی کتابوں میں پائی جاتی ہے (یعنی مستقلہ نبوّت) بلکہ یہ ایک درجہ ہے جو ہمارے نبی خیرالوریٰ کی پیروی کے بغیر نہیں دیا جاتا۔ اور جس کو یہ درجہ ملتا ہے اللہ تعالےٰ اس شخص سے اکثر اور روشن تر کلام کرتا ہے۔ شریعت اپنے حال پر باقی رہتی ہے - نہ اس میں سے کوئی حکم کم ہوتا ہے نہ اس پر کوئی ہدایت زیادہ ہوتی ہے۔"

پس سچی بات یہ ہے کہ ظلّی طور پر مقامِ نبوّت کا پانا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوّت کی چمک کو زیادہ سے زیادہ ظاہر اور نمایاں کرتا ہے مگر غیر احمدی علماء کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مستقل نبی تھے اُمتِ محمدیہ میں بشانِ نبوّت بطور حَکم و عدل نازل ہو کر اُمت کے لئے واجب الاطاعت ہیں قابلِ اصلاح عقیدہ ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین یعنی نبیوں پر مُہر ہیں تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہ مُہر توڑے بغیر کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسندِ خلافت پر سرفراز ہو سکتے ہیں۔ ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمتی اور خادم اور غلام اور آپ کا ایک روحانی فرزند اپنے روحانی باپ خاتم النبیّین کی محبت، عشق اور پیروی میں فنا ہو کر اور اپنے وجود کو اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا گُم کر کے اس مُہر کو توڑے بغیر بطور ظلیت و بروزیت آپ کے فیضان سے مستفیض ہو کر نبی کا لقب اور خلافتِ محمدیہ کا مقام پا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھا جانے سے دو محمدؐ اور احمدؐ نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی اور رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیّین کی مُہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح تو محمدؐ کے نام کی نبوّت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اسی پر اتفاق ہے کہ بروز میں دُوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اِس مضمون کا مصداق ہوتا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مُہر توڑنے کے بغیر کیونکر دُنیا میں آسکتے ہیں۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

پس سچی بات یہ ہے کہ حقیقی اور واقعی اور کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو اِس زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ اور آپؑ کی جماعت ہی تسلیم کرتی ہے۔ ہاں خاتم النبیین کے جو معنی غیر احمدی علماء کے عقیدہ کا مآل اور ماحصل ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بمعنی آخری شارع نبی کے ہیں، اِن معنی سے بھی جماعت احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کو بکلی اتفاق ہے اور ظلّی نبوت کا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ملنا تو خود صوفیاء کرام کو بھی مسلّم ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین رومی اِسی ظلّیت کے مقام کے پیش نظر فرماتے ہیں سہ

مکر کن در راہِ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر اُمتے

کہ نیکی کی راہ میں ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمت کے اندر نبوّت مِل جائے۔

پس ظلی نبوّت کو جاری ماننے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو ختمِ نبوّت کا منکر وہی شخص قرار دے سکتا ہے جو علومِ روحانیہ کے ذوق سے بے نصیب ہو۔ اور مذہب اور دین میں سے مغز کی بجائے صرف قشر پر اکتفاء کرتا ہو۔

خوب یاد رکھو! حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپؑ کی جماعت پر سراسر یہ جھوٹا الزام ہے کہ وہ خاتم النبیین کی منکر ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء ہے۔ ہم جس قوّت، یقین اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصّہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے۔"

(الحکم ۱۷ر مارچ ۱۹۰۵ء)

نیز حضورؑ اپنی جماعت کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبّت اِس جاہ و جلال کے نبی سے رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۱۳)

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ آلِ محمّدٍ
وآخر دعوٰنا ان الحمد للہِ ربّ العٰلمین۔

ہمارا ایمان

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

محبوب کبریا حضرت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور!

ع تُو ہے جامع سب کا قصہ مختصر + یا محمد یا ابن عبد المطلب

نتیجۂ فکر جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ

یہ پُر کیف نظم جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ایک خاص ساعت میں لکھی ہے۔ اسمیں غزوہ حنین کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فوجِ اعداء میں گھر جانیکے باوجود اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب کہتے ہوئے آگے بڑھنے کا نظارہ سامنے ہے۔ شاعر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جامعیت اور خاتمیت کو دلکش انداز میں قلمبند کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً ——— (ایڈیٹر)

یا حبیب اللہ! اللہ کے مُحِبّ + ہما تا تھا مسمریزم تو نہ طِبّ
صدیوں کے بیمار اچھے کر دیئے + تو ہے عیسیٰ! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

تھی سلیماںؑ کی حکومت ریح پر + آپ بھی اُن سے نہیں ہیں کم مگر
مادیت پر ذرا کیجے نظر + تو سلیماں! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

حق نے بخشا تجھ کو وہ فصل الخطاب + جس سے عاجز آ گئے اہلِ کتاب
تھی تری تقریر ہر اک لاجواب + تو سلیماں! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

موسوی اعجاز اِنْشَقَّ الْحَجَر + آپ کا اعجاز وَانْشَقَّ الْقَمَر
دونوں میں ہے قدرتِ حق جلوہ گر + تو ہے موسیٰ! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

معرفت کا تُو ہے وہ بحرِ عظیم + محوِ حیرت ہے جہاں چشمِ کلیم
"کشتیٔ مسکین" و "دیوارِ یتیم" + تو خضر ہے! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

یوسفؑ مظلوم جُبّ میں مضطرب + اور غارِ ثور میں تو محتجب!
ظالموں پر قحط آیا فارتقب + تو ہے یوسفؑ! یا ابن عبد المطلب

لَا کَذِب اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِب

خانہ کعبہ میں جو رکھے تھے صنم + جن کے آگے گردنیں تھیں سب کی خم

کر دیئے اُن سب کے تُو نے سر قلم + تُو ہے ابراہیم! یا ابنَ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

جب ضلالت کا بپا طوفان تھا + غرق بحرِ معصیت انسان تھا
اس گھڑی میں تُو ہی کشتی بان تھا + نوحؑ ہے تو! یا ابنَ عبدِ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

تُو ہے سِرِّ ابتدائے زندگی + تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی + تُو ہے آدمؑ! یا ابنَ عبدِ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

الغرض پیدا ہوئے جو نامور + تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ ور
تُو ہے جامع سب کا قصّہ مختصر + یا محمّد یا ابنَ عبدِ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

تیرے دم سے ہم ہوئے خیرُ الاُمَم + تیرے بڑھنے سے بڑھا اپنا قدم
ختم تجھ پر خوبیاں کانِ کرم + تُو ہے خاتم! یا ابنَ عبدِ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

جب جگا کر تجھ سے دشمن نے کہا + "کون اب تجھ کو بچائے گا بتا؟"
مسکرا کر آپ نے فرما دیا + "میرا مولیٰ"! یا ابنَ عبدِ المطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

اہلِ تثلیث و یہود و بُت پرست + تُو اکیلے نے ہی دی سب کو شکست
چھا گئے رُشدے زمیں پر تیرے ست + یا جریُ اللہ! یا ابنَ المُطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

یَا مُطِیْعَ الْاَمْرِ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" + اِنَّ قَلْبِیْ نَحْوَ حُسْنِكَ قَدْ جُذِبْ
وَالْجَنَانُ فِیْ فِرَاقِكَ مُضْطَرِبْ + یَا حَبِیْبَ اللهِ! یَا ابْنَ الْمُطَّلِبْ
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

روزِ محشر جب نبی جائیں گے ڈر + خلق کی ہوگی فقط تجھ پر نظر
تب پکاریگا تجھے آثمؔ ظفر + یا شفیعَ الخلق! یا ابنَ المُطّلب
لَا كَذِبْ اَنْتَ النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم —— سراجاً منیراً ہیں

از قلم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر حیدرآباد دکن۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے صفاتی میں ایک نام آپ کا سراجاً منیراً ہے اور یہ نام آپ کے تمام اسماء صفاتی میں ایک طرح اسم اعظم کا درجہ رکھتا ہے اسلئے کہ اس نام کے اندر ایک عالم آباد ہے۔ اور جس طرح سورج نظام شمسی کا مرکز ہے اسی طرح عالم روحانی کا مرکز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اور اس نام کے پس منظر میں حضور کے کارناموں اور فیض رسانیوں کا ایک مبسوط دفتر ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کے مختلف مقامات پر یکجائی غور کرنا ضروری ہوگا۔ اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ قرآن کریم میں اس لفظ کو کن معنوں میں اور کن اغراض کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس کے لئے اولاً میں ان تمام مقامات کو یکجائی طور پر لکھ دیتا ہوں تاکہ غور کرنے میں آسانی ہو۔ قرآن کریم کے مندرجہ ذیل مقامات میں یہ لفظ (جہاں تک میرا علم ہے) آیا ہے

(۱) سورہ فرقان پارہ ۱۹۔ آخری رکوع آیت ۶۲

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝

بہت ہی بابرکت ہے وہ ذات پاک جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں سراج (سورج) اور چاند روشن کئے۔

(۲) پارہ ۲۹ سورہ نوح رکوع اول آیت ۱۶

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝

کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اوپر پیدا کیا اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو ایک ایسا چراغ بنایا جو اپنی ذات میں روشن ہے۔

(۳) پارہ ۳۰ سورہ النبأ رکوع اول آیت ۱۳ و ۱۴ و ۱۵۔

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝

اور ہم نے تمہارے اوپر سات (بلند اور) مضبوط (آسمان) بنائے۔ اور ہم نے ایک روشن سورج (بھی) بنایا۔ اور ہم نے گھنے بادلوں میں سے موسلادھار پانی بھی اتارا ہے۔ تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے ہم دانے اور

سبزیاں نکالیں۔ اور خوب گھنے باغ (اُگائیں)

اِن مقامات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا مقام اپنے فیضِ رسانی کے لحاظ سے بہت عظیم الشان ہے اور قرآن کریم نے اس کے بیان میں مختلف علوم کو چند الفاظ میں بیان کر دیا ہے میں مختصراً اس کو بیان کرتا ہوں۔

(۱) سورہ نبا میں سراج یعنی سورج کی صفت وھّاج بیان کی ہے۔ مجھے اسی وقت جبکہ میں یہ سطر لکھ رہا ہوں۔ یہ بات بھی ذہن میں آئی ہے کہ سورج اصل میں سراج ہی سے بگڑ کر بنا ہے۔

وھّاج کا لفظ عربی زبان میں کثیر المعانی ہے۔ عربی زبان میں یہ کمال ہے کہ اس کے الفاظ اپنے اندر ایک حقیقت خاص اور حکمت رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہ لفظ وھّاج اپنے اندر اُن حقائق کو لئے ہوئے ہے۔ جو انکشافاتِ جدیدہ میں آج مایۂ ناز سمجھے جاتے ہیں اور جو عرب کے اُمّی نبی (فداہ ابی و اُمی) کی زبان پر صرف ایک لفظ میں سما گئے اور آج ان پر مجلدات تیار کی جاتی ہیں۔

وھّاج عربی زبان میں سخت گرمی والے کو کہتے ہیں جس کی شدّت دُور سے محسوس کی جا سکے اور سراج کی صفت قرار دیکر یہ بتایا کہ اوّل تو سورج کی گرمی اور روشنی ذاتی ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے اسے ایسی حیثیت بخشی ہے کہ وہ بذاتہا گرمی اور روشنی کا مرکز و منبع ہے۔ اور نیز اس کا محلّ وقوع بہت دُور واقع ہوا ہے۔ اور آج سائنسدان کہتے ہیں کہ سورج ہماری دُنیا سے نو کروڑ میل دُور ہے۔ اور پھر یہ میل ہمارے زمینی مساحت کے میلوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔

اور پھر اسی مقام پر سورۂ نبا میں بارشوں کے اصل کو بھی بتا دیا ہے کہ سورج کی گرمی سے اس کا کیا تعلق ہے۔

کیونکہ تخلیق سراج وہاج کے معاً بعد بارشوں کے برسانے اور اُن کے ذریعہ جو روئیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ دانوں اور سبزیوں کی صراحت اختیار کرتی ہیں اس میں قوانینِ زراعت و فلاحت کے اسرار کا اشارہ کر دیا۔ دانے (حبّ) کے لفظ میں تمام قسم کے غلّے آجاتے ہیں اور ہر قسم کی سبزیاں الگ (نباتاً) کہہ کر بتا دیں اور ہر قسم کے میوہ جات کو جنّٰت الفافاً میں جمع کر دیا ہے۔

غور کرو کہ کس خوبی اور لطافت کے ساتھ اِن آیات کو باہم مربوط کیا ہے۔ اور ان میں علمی دُنیا کے عجائبات کا کیا عظیم الشان ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ آفتاب (جو نظامِ شمسی کا مرکز ہے) کے فوائد اور اس کی تاثیرات، گرمی کے نتائج کس طرح بارشوں کے سامان کو پیدا کرتے ہیں۔ اور پھر اس کی حرارت زمین کے اندر کیا تبدیلیاں کرتی ہے اور بارش کے پانی سے مل کر کس طرح مختلف قسم کی روئیدگیاں، سبزیاں، غلّے اور میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک وسیع علم ہے جو چند الفاظ میں دیدیا گیا ہے۔ مجھے اس کی تفصیل میں نہیں جانا ہے بلکہ صرف اشارہ کرنا ہے۔ میرا مقصد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم سراجاً منیراً کی حقیقت کو روشن کرنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراج منیر ہیں

اس نام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالاتِ ذاتیہ کو بیان کیا گیا ہے جن کا مختصر ذکر میں کرتا ہوں۔

اوّل۔ آفتاب کی گرمی اور روشنی بہت دُور سے آتی ہے اور ساری دُنیا کو منوّر کرتی اور حرارت بخشتی ہے۔ اور طلوعِ آفتاب کے ساتھ ساری دُنیا میں ایک حرکت اور بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک انقلابِ عظیم کائنات میں ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آمد بھی درحقیقت بہت لمبے عرصہ اور فاصلہ سے ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے وجود کو آدمؑ سے بھی پہلے بتاتے ہیں۔ یعنی وہ نورِ نبوت منتقل ہوتا چلا آیا ہے پھر دُعائے ابراہیم پر ایک لمبا زمانہ گذرنے کے بعد انبیاء علیہم السلام کی بشارتوں نے محمدیت کے وجود میں ظہور کیا۔ کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد
دیر آمدہٖ ز رہِ دُور آمدہٖ

اور آپؐ کو رحمۃ للعٰلمین اور نبی للعٰلمین کر کے مبعوث کیا گیا۔ اور جس طرح سورج میں روشنی اور حرارت اُس کی ذاتی ہے اُسی طرح آپؐ کی نبوت تمام نبوتوں کا منبع اور مخزن ہے۔ اور اُن سب کے کمالات اِس نبوت میں جمع ہیں۔ بلکہ یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں ہے کہ وہ تمام نبوتیں آپ ہی کی نبوت کے شیون مختلفہ کی مظہر تھیں۔

اور یہ امر کہ سورج کی روشنی ذاتی ہے (جب میں یہ کہتا ہوں کہ اس کی روشنی ذاتی ہے تو میرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا منبعِ نور مقرر کر دیا کہ چاند اور دیگر سیّارے اسی سے اقتباسِ نور کرتے ہیں) خود قرآن شریف ہی سے ثابت ہے

آفتاب کی روشنی ذاتی ہے

یہ ایک علمی مضمون ہے

مگر میں کوشش کروں گا کہ مختصر اور آسان طریقہ پر اس حقیقت کو بیان کروں۔ اور یہ قرآن کریم ہی سے ثابت ہے۔ اس کے لئے مجھے علمِ ہیئت کے ماہرین اور فلکیات کے مبصرین کے دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع اوّل آیت ۶ میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی والا بنایا اور چاند کو (سورج کی روشنی سے) نور لینے والا بنایا۔ اور ایک اندازہ کے موافق اس کی منزلیں بنائیں تاکہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اِس (نظامِ شمسی) کو حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ اِن آیات کو اہلِ علم (سائنسدانوں) کے لئے تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

میں نے ترجمہ میں ضیاء کا ترجمہ ذاتی روشنی کیا ہے

اور یہی اس صداقت کے سمجھنے کے لئے بطور کلید کے ہے۔ عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے الفاظ اپنے اندر ایک علمی دُنیا رکھتے ہیں جو کسی دوسری زبان کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

نُور اور ضیاء میں امتیاز

ضیاء کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ اپنی ذات میں روشن ہو اور وہ اس روشنی کو کسی دوسرے سے اقتباس نہ کرے۔

اور نُور اُس روشنی کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے سے مقتبس ہو۔ لیکن میں یہاں ہی اس وہم کا ازالہ بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام نور بھی ہے تو کیا وہ نُور کسی دوسرے سے آپ نے حاصل کیا؟

میں تو اُوپر کہہ چکا ہوں کہ سب نبوتیں دراصل آپ ہی کی نبوّت کی شعاعیں تھیں اور یہی صحیح ہے۔ یہ اعتراض بہ حیثیت سراج منیر آپ کے خلاف نہیں پیدا ہو سکتا اسلئے کہ گو نُور کا لفظ اُس روشنی پر بولا جاتا ہے جو دوسروں سے مقتبس ہو مگر لغت عرب ہی ہم کو یہ بھی بتاتی ہے کہ نُور کا لفظ خود ضیاء کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا اسی آیت سراجاً منیراً میں۔ اور نور ضیاء کی شعاع کو بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز بذاتہا روشن ہے اس کے انعکاس کا نام گو نُور ہوتا ہے مگر دراصل وہ بھی کسی سے مقتبس نہیں ہوتا۔ بلکہ خود اس کی ذاتی روشنی کا انعکاس ہوتا ہے۔

مَیں نے سورہ یونس کی آیت کو صرف اسلئے پیش کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سورج کے متعلق ایک لفظ ضیاء رکھ کر ایک نظامِ شمسی میں حقیقت الشمس کی ایک دُنیا کو رکھ دیا ہے اور آج سائنسدان اپنی اس تحقیقات پر ناز کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ سورج میں ریڈیم کے اجزاء کی وجہ سے ایک جلتی ہوئی آگ ہے۔

مگر قرآن مجید تو اس صداقت کو چودہ سو سال پہلے بیان کر چکا ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اس میں سائنسدانوں کے اور نتائج کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ٥ سائنسدان جس قدر تحقیقات کریں گے ان کی تفاصیل اس میں موجود پائیں گے۔ یا علمی جماعتیں قائم ہو کر اپنی تحقیقات سے تفاصیل حاصل کر لیں گی۔

تمام نبوّتیں نبوّتِ محمّدیہ کی شعائیں ہیں

میرا ذاتی ایمان جو مجھے قرآن کریم پر غور کرنے سے صحیح معلوم ہوا یہی ہے کہ تمام نبوّتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوّتِ کاملہ تامّہ کی شعاعیں ہیں جو اوقاتِ مختلفہ میں دُنیا کے مختلف اقطاع کو روشن کرتی رہیں۔ اس کے ثبوت کے لئے سب سے اوّل تو مَیں خود قرآن کریم کی آیتِ میثاق کو پیش کرتا ہوں۔

دیکھو سورہ آل عمران پارہ ۳ رکوع ۹ آیت ۸۲۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی

ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○

یعنی جب اللہ تعالےٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے ضرور تم کو کتاب اور حکمت دی۔ پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہوگا اس صداقت کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور ایمان لاؤ گے اس پر اور اس کی تائید کرو گے۔ پھر فرمایا۔ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا۔ پس گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس عہد کی نوعیت کیا ہے؟ میں اس بحث میں نہیں جاؤں گا۔ اس بحث کی اسجگہ ضرورت نہیں ہے۔ یہ امر مسلّم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام نبیوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کا اقرار لیا۔............

...اور نبیوں نے اقرار کیا اور اس اقرار پر اللہ تعالےٰ بھی گواہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ ان تمام نبیوں نے بھی آپ کی نبوت پر اپنے ایمان کا اقرار کیا۔ یہی اقرار ثابت کرتا ہے کہ وہ تمام نبوتیں نبوت محمدیہ ہی کی شیونِ مختلفہ تھیں اور آپ اُن تمام نبوتوں کے جامع اور مرکز تھے۔ اسی لئے آپ خاتم النبیین تھے۔ کہ کوئی نبوت نبوت نہیں ہو سکتی جب پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہرِ تصدیق نہ ہو۔ یہاں خود اللہ تعالےٰ نے آپ کو مصدِّق قرار دیا ہے اور فرمایا کہ وہ رسول اس صداقت کی تصدیق کرے گا جو تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق جب تک نہ ہو وہ تسلیم نہ ہوگی۔ ہم آج انبیاء بنی اسرائیل اور اقوام عالم کے انبیاء کو محض اسلئے تسلیم کرتے ہیں کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی تصدیق کی۔ بعض کے نام لیکر اور بعض کی اس طرح کہ فرمایا کہ کوئی قوم اور ملک ایسا نہیں جہاں اللہ تعالےٰ کے نبی نہ آئے ہوں۔ غرض یہ میثاق النبیین کی آیت میرے اس عقیدہ کی مؤید و مصدّق ہے۔

دوسرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں آدم کی پیدائش سے بھی پہلے نبی تھا۔ اور قرآن کریم کے متعدد مقامات سے یہ پایا جاتا ہے کہ آپ کی نبوت اس طرح روشن اور روشنی بخش ہے۔

جس طرح یہ آفتاب کی روشنی سے دوسرے اجرام فلکی روشن ہیں۔ اور اس طرح آپ فی الحقیقت سراجاً منیراً ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام روحانی انوار کا سرچشمہ قرار دیا ہے اور آپ کو تمام کمالات کا منبع ٹھہرایا ہے۔ پہلے انبیاء نے جو کچھ حاصل کیا وہ بھی اسی سراج المنیر کا ظہور تھا اور آئندہ جو بھی نور اور کمال کسی کو حاصل ہوگا وہ بھی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگا اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم + یک قطرۂ زبحر کمال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است + وایں آب من ز آب زلال محمد است

(درثمین)

اللّٰھم صل علی محمد و علی آلہ و بارک وسلم

سلام و گزارش

بحضور سرورِ کونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

نتیجۂ فکر عزیزم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر

انسانی جذبات کی صحیح ترجمانی ایک شاعر ہی کر سکتا ہے۔ مَیں ایک احمدی شاعر کی حیثیت سے موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کے افراد کے دلی جذبات کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اِس گزارش کی اشاعت کے لئے الفرقان کا "خاتم النبیین نمبر" نہایت موزوں ہے۔ نیز یہ نظم چند قرآنی نکات کی تفسیر کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے (ظفرؔ)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا

سلام اے سرورِ عالم سلام اے فخرِ انسانی
سلام اے ظلِّ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے مقتدا و پیشوائے انبیاء تجھ پر
سلام اے عاشقِ ذاتِ ازل محبوبِ سبحانی
سلام اے جس کی طلعت مثلِ ماہ و مہر تھی روشن
سلام اے جس کے دل میں موجزن تھا نورِ قرآنی
سلام اے جس کے آنے سے مٹا ہر شرک دنیا سے
سلام اے جس کی آمد سے ہوا شیطان زندانی
سلام اے رونے والے نوعِ انساں کی ضلالت پر
سلام اے ابرِ رحمت تھی سراسر جس کی گریانی
سلام اے تشنہ کامی کو بجھایا جس نے عالم کی!
سلام اے بحرِ ربانی سلام اے شمسِ روحانی
سلام "الفقر فخری" کہنے والے فخرِ دو عالم
سلام اے گودڑی میں رکھنے والے شانِ سلطانی

نہیں ممکن شمائل کوئی انساں گن سکے تیرے
کہ تیرے دم سے ہے قائم جہاں میں شرفِ انسانی

ہوئے جسکی ہی خاطر یہ زمین و آسماں پیدا
وہ کیا کردار، کیا سیرت، وہ کیا صورت تھی نورانی

ملائک حضرت آدمؑ کے آگے جھک گئے فوراً
جو دیکھا خاک کے پتلے میں تیرا نورِ پنہانی

بچا سکتی بھلا کیونکر تیری ٹھوکر کا وار اُن سے
جہاں کے لات و عزّیٰ کے نگہباں کی نگہبانی

گرے یوں کھا کے ٹھوکر بُت کہ گویا کرتے ہیں سجدہ
سکھایا تیری ہیبت نے انہیں طورِ مسلمانی

مسیحا کی خدائی کو بھی باطل کر دیا تُو نے
بجھی آتش ترے دم سے جو تھی معبودِ ایرانی

وہ دیوی دیوتا کے پُوجنے والے ہوئے مُسلم
مٹا ہر شرک دُنیا سے رہی توحیدِ ربّانی

شریعت تُو نے کی قائم جو فطرت کے مطابق تھی
پڑی حیرت میں جس کو دیکھ کر خود عقلِ یونانی

عداوت، دشمنی، کینہ سبھی تُو نے مٹا چھوڑے
ہوئی اہلِ عرب میں پھر اخوّت کی فراوانی

رہے فسق و فجور و معصیت باقی نہ دُنیا میں
ترے تشریف لانے سے ہوا شیطان زندانی

حکومت کفر و باطل کی جہاں سے مٹ گئی یکسر
خدا نے کی عطا تیرے غلاموں کو جہانبانی

بہت انسانیت پھُولی پھلی اپنا ثمر لائی
ملائک کو ہوا محسوس فضلِ نوعِ انسانی

غرض اِک بار عالم جگمگایا تیرے جلوے سے
فزوں تر مہرِ رخشندہ سے تھی وہ تیری تابانی

وَاللَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰھَا

مگر مہرِ رسالت پھر شبِ دیجور لے آکر
رِداءِ تاریکی و ظلمت کی بحر و بر پہ تھی تانی

مٹائی اہلِ ایماں کی حکومت اہلِ باطل نے
لگے کرنے شیاطیں پھر جہاں میں اپنی من مانی

"حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی"
مسلمانوں نے کھویا اپنے ہاتھوں نورِ ایمانی

خدا چھوڑا، تجھے چھوڑا، ترے قرآن کو چھوڑا
خریدا کافری کو دے کے بدلے میں مسلمانی

یہ حالت تھی تری اُمّت کی غیروں کا تو کیا کہنا
ہوئی فسق و فجور و معصیت کی پھر فراوانی

وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا

اِسی اثناء میں نکلا پھر قمر مشرق کی جانب سے
حقیقت اس سے بڑھ کر تھی بظاہر ماہِ کنعانی

وہی سیرت، وہی صورت، وہی طلعت، وہی حالت
عیاں تھا ہر علامت سے کہ ہے موعودِ ربّانی

تیری "مہرِ نبوّت" کے نقوش اُس پر تھے یوں ظاہر
چمکتی تھی تیرے انوار سے اُس مہ کی پیشانی

ہوئی شمس و قمر کی آنکھ خیرہ اُس کے جلوے سے
چھپائے چہرے دونوں نے بخوفِ رعبِ سلطانی

لگا کرنے ضیاء پاشی تیرے انوار کی ہر جا
مگر ہر جرم پیشہ کو ہوئی لاحق پشیمانی

کدھر جائیں؟ کہاں جائیں؟ کریں کیا؟ نور مانع ہے
کہ ہے ویرانہ و بستی میں نوروں کی فراوانی

ہمیں مطلب براری کے لئے ظلمت نہیں ملتی
نہیں اک آنکھ بھاتی ماہ کی یہ ہمکو تابانی

اسے تکفیر کے بادل کے پردے میں چھپا ڈالیں
کریں پھر اس زمیں پہ جو بھی چاہیں اپنی من مانی

غرض بادِ مخالف کا اُٹھایا ایک طوفاں سا
شریروں نے نہیں تھا جن کے دل میں خوفِ یزدانی

پڑی اپنے ہی سر پر خاک جو اُس پر اُڑاتی تھی
فزوں تر ہو گئی اس ماہِ انور کی درخشانی

خدا کے نور کو ممکن نہ تھا وہ محو کر سکتے!
ہوئے اس کام میں ناکام سمجھے جس میں آسانی

غرض سب کوششیں کیں کام میں سارے جتن لائے
مگر حسرت رہی اُس بات کی جو دل میں تھی ٹھانی

تری اُمت کے بھی کچھ لوگ ہیں اس غول میں شامل
ہوئی بدنام جن کے نام سے جگ میں مسلمانی

وہی اُمت کہ جس کے واسطے تو نے دعائیں کیں
وہی اُمت تھی جس کے واسطے تجھ کو پریشانی

وہی اُمت مسیحِ پاکؑ کے لشکر کو دکھ دے ہے
کرے ہے ہر طرح سے اہلِ ایماں پہ ستمرانی

ہمیں غیروں سے کیا شکوہ کہ اپنے اُن سے بڑھ کر ہیں
نئی ایجاد کرتے ہیں جو نت طرزِ ستمرانی

مرے آقا! نہیں کیوں ایسے لوگوں کو شعور اتنا
اُلجھنا اِک مجاہد سے نہیں طرزِ مُسلمانی

ہمیں کیوں توڑنے دیتے نہیں تثلیث کی طاقت
مٹانے کیوں نہیں دیتے ہمیں ہر نقشِ شیطانی

ہمیں کیوں موڑنے دیتے نہیں رُخ سیلِ کفراں کا
گھٹانے کیوں نہیں دیتے ہمیں یہ زورِ طغیانی

ہماری راہ میں حائل بھلا ہوتے ہیں کیوں آخر؟
ہمیں پر سُوجھتی ہے ان کو کیوں مشقِ ستمرانی؟

ہمارے دِل کی خواہش ہے کہ سارا جگ مُسلماں ہو
مگر یہ چھینتے پھرتے ہیں ہم سے بھی مُسلمانی

اگر ہم بھی نہیں مُسلم تو پھر خود ہی بتا دیویں
"چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مُسلمانی"؟

خدا سے یہ دُعا کیجو انہیں اتنی سمجھ دیدے
کہ بعد از وقت پھر لاحق نہ ہو اِنکو پشیمانی

خدا شاہد ہے اِن کے واسطے دِل میں محبت ہے
کریں تیرے غلاموں پر نہ یوں مشقِ ستمرانی

ترے اسلام کے شجرہ کو اپنے خوں سے سینچیں گے
پلائیں گے اسے اپنے جگر کے خون کا پانی

ترا کلمہ ہر اک انسان سے ہم کہلوائیں گے
ہو یورپ کا وہ باشندہ کہ چینی ہو یا جاپانی

کوئی شہروں میں رہتا ہو کہ رہتا ہو بیاباں میں!
ہو صحرا کا مکیں کوئی یا ہو مردِ کہستانی

بسائیں گے تری خوشبو کو ہر کوہ و بیاباں میں
عطا صحرا کو بھی کر دیں گے ہم کیفِ گلستانی

نہ چھوڑیں گے جہاں میں ظلمتوں کو جب تلک پھر سے
نہ ہو انوار کی تیرے اُسی ڈھب سے درخشانی

خس و خاشاکِ باطل پھونک دے جو ایک پل بھر میں
مسلماں کے نفس پھر وہ دیں گے شعلہ سامانی

مرے دل کی تمنا تھی کہ سب کچھ آج کہہ دیتا
مگر حاصل نہیں مجھ کو ابھی زورِ سخندانی

نہیں ممکن عیاں ہو میرے دل کا جوشِ پنہانی
کہ قاصر ہے بیاں میرا مگر مضمون طولانی

دیا ذوقِ تکلّم عشق نے تیرے مسلماں کو
سکھائی تیری اُلفت نے ظفرؔ کو بھی غزلخوانی

ہمارے واسطے مولےٰ سے اپنے یہ دُعا کیجو!
ہمارے نقش ہوں دائم اگرچہ ہم ہیں خود فانی

ہزاروں رحمتیں نازل کرے تجھ پر خدا آقا!
کہ جب تک مہرِ عالمتاب میں باقی ہو تابانی

ختمِ نبوّت کی حقیقت

آیاتِ قرآنیہ، لغت، مولانا رومؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اقوال کی روشنی میں!

(نوشتہ جناب چودھری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات)

(۱)

یہ درست ہے کہ اب دین کامل ہو چکا ہے۔ تمام قسم کے احکام، تمام قسم کے معارف اور تمام قسم کی صداقتیں قرآن مجید میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اہلِ اسلام پر خدا کی نعمت مکمل کر دی گئی ہے۔ کسی حاملِ شریعت کتاب کی ضرورت نہیں رہی اور سوائے دینِ اسلام کے اور کوئی دین قابلِ قبول نہیں رہا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

(۱) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔

(۲) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ (۳/۷۹)

یعنی جو شخص اسلام کے بغیر کسی دیگر دین کو تلاش کرے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

جس نعمت کا بیان آیہ ۱ میں ہے اور جو اہلِ اسلام کے لئے مخصوص کی گئی ہے اس کا ذکر ذرا تفصیل سے آیتِ ذیل میں کیا گیا ہے:۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ (۴/۷۰)

کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتے ہیں وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر خدا نے نعمت نازل کی یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے۔"

اِس آیت کریمہ میں جو لفظ مَعَ (ساتھ) آیا ہے۔ اس کے معنے مِنْ (سے) بھی ہیں۔ جیسا کہ شیطان کے متعلق قرآن کریم میں یہ بھی آیا ہے۔ اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا) اور یہ بھی آیا ہے لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔) (اعراف: ۱۱)

پس آیت کریمہ ۳ مندرجہ بالا کے مطابق جو لوگ

خدا اور اس کے رسولؐ کی صحیح معنوں میں اطاعت کرتے ہیں اُن کو نعمتِ نبوت بھی مل سکتی ہے اگرچہ وہ شریعت والی اور قرآن کو منسوخ کرنے والی نبوت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُس کے ملنے کی لازمی شرط یہ ہے کہ خدا اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کی جائے۔

اسی نعمت کے ملنے کے لئے سورۃ فاتحہ میں یہ دُعا سکھائی گئی ہے:۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

کہ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ اُن لوگوں کی راہ جن پر تُو نے نعمت نازل کی۔

اگر اِس دُعا کا کوئی نتیجہ اور ثمرہ نہیں ملتا تھا اور کبھی کسی مُسلم کو یہ نعمت نہیں ملنی تھی تو اِس کا سکھانا عبث تھا۔ لیکن خدا کا کوئی فعل عبث نہیں ہوتا۔

(۲)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نعمتِ نبوت مِل سکتی ہے تو پھر خاتم النبیین سے کیا مراد ہے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ (۲۲/۳۳)

یعنی محمدؐ تمہارے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لیکن وہ خدا کا رسول اور نبیوں کا خاتم ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں ابُوت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مَردوں کا باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اِس سے یہ بھی مفہوم ہو سکتا تھا کہ جسمانی اور رُوحانی دونوں قسم کی اُبوّت کا انکار کیا گیا ہے لیکن آیت کریمہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (بیشک تیرا دشمن لاوارث ہے تو لاوارث نہیں) کی یہ منادی ہے کہ آپؐ کے روحانی فرزند رہتی دُنیا تک موجود رہیں گے۔

روحانی اُبوّت کے مفقود ہونے کے وہم کا ازالہ کرنے کے لئے "لٰکِنْ" لایا گیا جس کے متعلق امام رازیؒ نے اپنی کتاب مختار الصحاح میں لکھا ہے:۔

"لٰكِنْ خفيفةً و ثقيلة حرف عطف للاستدراك والتحقيق يوجب بها بعد نفي"۔

(یعنی لٰکِنْ بانونِ خفیفہ ہو یا لٰکِنَّ بانونِ ثقیلہ دونوں حالتوں میں حرفِ عطف ہوتا ہے جو کسی امر کی نفی کے بعد اُس کے پانے یا حاصل کرنے یا متحقق کرنے کے لئے لایا جاتا ہے) تاکہ ظاہر ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُبوّتِ روحانی بحیثیت رسول و خاتم الرسل ہونیکے قائم رہے گی اور قیامت تک آپؐ کے روحانی فرزند ہوتے رہیں گے۔ جو آپؐ کی روحانیت کے وارث ہونیکی حیثیت سے ان نعمتوں کو اُمتی اور تابع ہو کر پاتے رہینگے جو آپؐ کو افضل الرسل اور مقرب الٰہی ہونیکی وجہ سے ملی ہیں اور جن میں سے نعمتِ نبوت بھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو معاذ اللہ حضورؐ ابتر ٹھہرتے جس کی نفی کی گئی ہے۔

حضورؐ روحانی نعمتوں کے دروازے بند کرنے کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ فیوض و برکات کو دُنیا میں

جاری کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی لئے آپ کو خدا نے "رحمۃ للعالمین" کا خطاب دیا ہے۔

امام راغبؒ نے اپنی مشہور کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ آپ اسلئے خاتم النبیین ہیں کہ آپ نے آکر جملہ کمالاتِ نبوت کو پورا کر دیا۔ اِن معنوں کی زبردست تائید "اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ" سے ہوتی ہے گویا آپ افضل الانبیاء ہیں۔ اور چونکہ آپ کی اُمت خیر الاُمم ہے اسلئے اِس اُمت کے بعض افراد کو بطور فرزند روحانی و وارثِ خیر الرسل کے کمالاتِ نبوت عطا ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:۔

"پس حصولِ کمالاتِ نبوت مر تابعان را بطریقِ وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتحیات منافی خاتمیتِ او نیست۔ فلا تکن من الممترین۔ بداں اسعدک اللہ تعالیٰ راہ ہائیکہ بہ کمالات موصول اند دو است۔ راہے است کہ مربوط بہ طئی کمالات مفصلہ مقامِ ولایت است و ملحوظ است بہ تجلیاتِ ظلیہ و معارفِ سکریہ کہ مناسب قربِ ولایت اند۔ بعد از طئی ایں کمالات وحصولِ تجلیات قدم در کمالاتِ نبوت نہادہ می آید۔ دریں مقام وحصول و التفات بہ ظلیت نیست۔

راہ دیگر آں است کہ بتوسط حصولِ ایں کمالاتِ ولایت وحصول بکمالاتِ نبوت میسر می گردد۔" (مکتوب ۳۰۱ صفحہ ۴۳۲ جلد اول مکتوباتِ امام ربانیؒ)

ترجمہ:۔ خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرتؐ کو بطور وراثت کمالاتِ نبوت کا حاصل ہونا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے اس میں شک مت کرو۔ خدا تم کو سعادت نصیب کرے۔ جان رکھو کہ کمالاتِ نبوت تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ پہلا راستہ وہ ہے جو مقامِ ولایت کے متعلقہ کمالات کے طے کرنے کا ذریعہ ہے اور معارفِ فنائیہ کے حصول کا جو قربِ ولایت کے مناسبِ حال ہیں ذریعہ ہے۔ جب یہ کمالات طے ہو جاتے ہیں اور تجلیات حاصل ہو جاتی ہیں تو پھر کمالاتِ نبوت کے اندر قدم رکھا جاتا ہے۔ جب انسان اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو پھر ظلیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نہ پھر اس کی طرف جاتا ہے۔

دوسرا راستہ وہ ہے جو ولایت کے کمالات کے حصول کے وسیلہ سے کمالاتِ نبوت کی طرف لیجاتا ہے۔"

(۳)

مشہور صوفی حضرت مولانا مولوی جلال الدین رومیؒ نے

اپنی مشہور کتاب مثنوی میں خاتم النبیین کے معنے **افضل الرسل** کئے ہیں اور حضورؐ کے متبعین کو بطور روحانی فرزند کے درجاتِ نبوت کا حاصل ہونا جائز قرار دیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے ختموں یعنی اقفال کو جو فیضانِ نبوت کے بند ہونے کا ذریعہ بنے ہوئے تھے اپنے بابرکت ہاتھ سے کھول دیا اور دین کے راستہ سے ایک بھاری رکاوٹ ہٹادی۔ ذیل میں مثنوی کے اشعار مع ترجمہ مطلب خیز ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے درج کئے جاتے ہیں:-

معنئ نختم علےٰ افواھھم
ایں شناس ایں است راہ رو را مہم

آیت کریمہ الیوم نختم علےٰ افواھھم (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے) کے معنے یہ سمجھ جو میں تم کو بتلاتا ہوں۔ یہ راہِ دین پر چلنے والے (سالک) کے لئے بڑا مشکل مسئلہ ہے۔

تا ز راہِ خاتمِ پیغمبراں
بو کہ برخیزد ز لب ختمِ گراں

تاکہ حضرت خاتم الرسلؐ کے دین کے راستہ سے میرے لب یعنی زبان (تفسیر) سے ایک بھاری رکاوٹ دور ہو جائے۔

ختم ہائے کانبیاء بگذاشتند
آں بدینِ احمدی برداشتند

روحانی فیوض پر جو بندشیں یا رکاوٹیں اگلے نبی چھوڑ گئے تھے اور ان کو کھولا نہیں تھا وہ دین احمدی (اسلام) میں ہٹادی گئیں۔

قفل ہائے ناکشادہ ماندہ بود
از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا برکشود

روحانی فیوض پر قفل لگے ہوئے تھے اور اُن کو کھولا نہیں گیا تھا مگر آنحضرتؐ نے اِنَّا فَتَحْنَا (آیت کریمہ "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تم کو بھاری فتح دی اور مشکلات حل ہو گئیں) کے ہاتھ سے ان کو کھول دیا اور فیوض روحانی جاری ہو گئے۔

او شفیع است ایں جہان و آں جہاں
ایں جہاں در دیں و آنجا در جناں

آنحضرتؐ اِس جہان اور اُس جہان دونوں میں اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرنے والے ہیں۔ اِس جہان میں دین یعنی ظاہری شریعت میں اور اُس جہان میں دل یعنی باطن میں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرگاہِ باری یہ بھی سفارش ہے کہ آپؐ کی اُمت عبادات میں مردانہ وار گامزن ہو اور یہ بھی سفارش ہے کہ عبادات کا ثمرہ یعنی روحانی درجاتِ بلند حاصل کرے۔

ایں جہاں گوید کہ راہِ شاں نما
آں جہاں گوید کہ ماہِ شاں نما

اِس جہان میں آپؐ کی یہ سفارش ہے کہ ان کو صراطِ مستقیم دکھا جس پر وہ مقصود حاصل کرنے کے لئے چل پڑیں۔ اور اُس جہان یعنی روحانی عالم میں آپؐ کی یہ سفارش یا دُعا ہے کہ ان کو چاند یعنی مطلوبِ حقیقی دکھا تاکہ ان کی

شریعت پر چلنے کی مساعی ضائع نہ جائیں اور ظلمات دُور ہو جائیں۔

پیشہ اش اندر ظہور و در کمون
اِھْدِ قومی اِنّہم لایَعْلَمُوْن

آنحضرتؐ کا ظاہر اور باطن میں یہ مسلک یعنی دُعا ہے کہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ نادان ہیں یعنی ظاہر میں بھی ان کو راہِ حق پر گامزن ہونیکی توفیق دے اور باطنی یعنی روحانی نعمت سے بھی بہرہ ور ہوں۔

بازگشتہ از دمِ او ہر دو باب
در دو عالم دعوتِ او مستجاب

آپ کی دُعا سے دونوں دروازے (ظاہری اور باطنی) کھُل گئے۔ اور دونوں جہانوں یعنی عالمِ جسمانی و روحانی میں آپ کی دُعا منظور ہوتی۔

بہرِ ایں خاتم شُد است او کہ بجُود
مثلِ اُو نے بُود نے خواہند بُود

آپؐ خاتم اس لئے ہوئے کہ آپ بے مثل ہیں فیضِ روحانی کی بخشش میں آپ جیسا نہ کوئی پہلے (نبی) ہوا ہے اور نہ آئندہ آپ جیسے ہوں گے۔

چونکہ در صنعت برد استاد دست
تو نہ گوئی ختم صنعت بر تو است

جب کوئی استاد صنعت اور دستکاری میں کمال پیدا کرتا اور سبقت لیجاتا ہے تو کیا تو یہ نہیں کہتا کہ استاد! تجھ پر صنعت اور دستکاری ختم ہے تجھ جیسا کوئی صنعت گر اور دستکار نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔"

در کشادِ ختمہا تو خاتمی
در جہانِ روح بخشاں حاتمی

اے مخاطبِ مثنوی جس طرح اعلیٰ درجہ کے کاریگر کو تو کہتا ہے کہ تجھ پر صنعت گری اور دست کاری کا فن ختم ہے اسی طرح تو آنحضرتؐ کو مخاطب ہو کر کہہ سکتا ہے کہ بندشوں اور رُکاوٹوں کے ہٹانے اور عقدہ ہائے لاینحل کے حل کرنے میں تو خاتم یعنی بے مثل اور یگانۂ روزگار ہے اور روحانیت عطا کرنے والوں کی دُنیا میں تُو حاتم کی طرح لاثانی ہے۔

صد ہزاراں آفریں بر جانِ او
بر قدوم و دورِ فرزندانِ او

آنحضرتؐ کی روح پر فتوح پر لکھو کھہا آفرین ہو۔ آپؐ ابتر نہیں ہیں۔ آپؐ کے روحانی فرزندوں کا دَور چلتا ہے اور وہ ہمیشہ جلوہ نما رہتے ہیں۔ ان فرزندوں پر بھی لاکھوں آفرین ہو۔

آں خلیفہ زادگانِ مقبلش
زادہ اند از عنصرِ جان و دلش

آنحضرتؐ خلیفۃ اللّٰہ فی الارض ہیں اور وہ روحانی فرزند آپؐ کے اقبال مند خلیفہ زادے ہیں جو آپؐ کی رُوح اور قلبِ نورانی کے عنصر سے پیدا ہوتے ہیں۔

گر ز بغداد و ہرے یا از رے اند
بے مزاج آب و گل نسل وے اند

وہ فرزندانِ روحانی شہر بغداد میں پیدا ہوں یا شہر ہرے میں یا شہر رے میں آپؐ کی نسل ہیں۔ یعنی آپؐ کے فرزندوں کی پیدائش کے لئے کوئی خاص مقام مقرر نہیں ہے۔

عرب میں بھی ہو سکتے ہیں اور عجم میں بھی مگر وہ جسمانی فرزند نہیں ہوتے کہ اُن کو قرابت جسمانی کی ضرورت ہو۔

شاخِ گل ہر جا کہ روید ہم گل است
خُمِ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل است

گلاب کی شاخ کسی جگہ اُگے اُس کو گلاب ہی کہیں گے اور شراب کا مٹکا کسی جگہ جوش میں آئے پھر بھی اُس کے اندر شراب ہی بنتی ہے۔ جس طرح گلاب کی شاخ اُگ کر گلاب ہی بن جاتی ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ کے فرزند بھی تابع ہو کر آپؐ ہی کا وجود بن جاتے ہیں۔

گر ز مغرب بر زند خورشید سر
عینِ خورشید است نے چیزے دگر

اگر سورج بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہو تو بھی وہ سورج ہی ہے اور مقام طلوع بدلنے سے کوئی اور چیز نہیں ہوتی۔ اسی طرح آنحضرتؐ کے روحانی فرزند بھی عین آپؐ کی ذات بابرکات ہوتے ہیں چاہے کسی جگہ اور کسی مُلک میں پیدا ہوں۔

عیب چیناں را ازیں دم کور دار
ہم بہ ستاریٔ خود اے کردگار

اے خدا تو ستار و عیب پوش ہے۔ جو لوگ روحانی فرزندوں کی عیب چینی کرتے اور ان کی مخالفت کرتے ہیں اور ان پر اعتراض کرتے ہیں اُن کو آنحضرتؐ کی دُعا "اِھدِ قومی انھم لا یعلمون" سے محروم اور اندھا رکھ۔

(۴)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن مجید نازل ہو چکا جس میں تمام قسم کے احکام شرعیہ اور حقائق و معارف موجود ہیں تو پھر الہام کی کیا ضرورت رہی۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ خدا یہ بھی تو فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (۱۴/۹)۔ (ہم نے یہ ذکر یعنی قرآن نازل کیا اور ہم اس کی ضرور حفاظت کریں گے) قرآن کی حفاظت ظاہری طور پر بھی ہونی چاہیئے یعنی اس کے صحیح طور پر لکھنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے اور حفاظ پیدا ہوتے رہنے چاہئیں جو اس کو ازبر یاد رکھیں لیکن ساتھ ہی ایسے نفوسِ قدسیہ وقتاً فوقتاً اس کے اسرار اور غوامض کو منکشف کرنے کے لیئے اور اس کی صداقت کو روشن دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے پیدا ہوتے رہنے لازمی ہیں جو خدا کی طرف سے الہام پا کر زبردست نشانوں کے ساتھ اس کی سچائی اور جامعیت کو آشکارا کر سکیں۔

یہی سوال حضرت مجدد الف ثانی پر کیا گیا تھا۔ سوال اور جواب مع ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"سوال۔ چوں دین بہ کتاب و سُنت کامل گشت بعد از اکمال بالہام چہ احتیاج بود و چہ نقصان ماندہ کہ الہام کامل گردد۔

جواب۔ الہام مظہر کمالاتِ خفیہ دین است۔ نہ مثبت کمالات زائدہ در دین۔ چنانچہ اجتہاد مظہر احکام است۔ الہام مظہر دقائق و اسرار است کہ فہم اکثر مردم ازاں کوتاہ است۔" (صفحہ ۱۱ المکتوب ۵۱ جلد ثانی مکتوبات امام ربّانی)

ترجمہ سوال - جبکہ دین کتاب اور سنت سے کامل ہو چکا ہے تو پھر الہام کی کیا ضرورت ہے اور کونسی کمی رہ گئی ہے جو الہام سے پوری کی جائے گی؟

ترجمہ جواب - الہام دین کے مخفی کمالات کو ظاہر کرنے والا ہے۔ دین میں زائد کمالات کا ثابت کرنے والا نہیں ہے۔ جس طرح اجتہاد احکام کا ظاہر کرنے والا ہے اسی طرح الہام ان اسرار و غوامض کا ظاہر کرنیوالا ہے جن کے سمجھنے سے اکثر آدمی قاصر ہیں"

خدا تعالیٰ امور غیبیہ کے اظہار کے لئے انسانوں اور فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا رہتا ہے جن کا ماننا ضروری گردانا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے :-

(۱) اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (۲۲/۱۴)

ترجمہ :- خدا فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔

(۲) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ (۴/۱۷)

ترجمہ :- خدا تم کو غیب پر آگاہ نہیں کرتا لیکن وہ رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں کو مانو۔

خدا کی قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب لوگ فسق و فجور میں اس قدر غرقاب ہو جاتے ہیں کہ ان کی روحانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے، گویا زمین مرجاتی ہے تب خدا تعالیٰ الہام کی روحانی بارش نازل فرماتا ہے جس سے مردہ زمین پھر زندہ ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسے نفوس قدسیہ پیدا ہو جاتے ہیں جن کے روحانی فیض سے مردہ لوں کی آبیاری ہوتی ہے اور وہ گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ بطور پیشگوئی کے قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ زمین گناہوں اور بدکرداریوں سے پر ہو کر مرجائیگی تب خدا باران رحمت برسائے گا اور مسلمانوں کو تنبیہہ کرے گا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے دلوں میں خشیت پیدا ہو اور تم اگلے اہل کتاب کی طرح سنگدل نہ ہو۔ ملاحظہ ہو آیہ کریمہ ذیل :-

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْہِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُہُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْہُمْ فٰسِقُوْنَ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا (۵/۲۷)

ترجمہ :- کیا مسلمانوں کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا کے ذکر اور اس حق کیلئے ان کے دلوں میں خشیت اللہ پیدا ہو جو نازل ہوا اور یہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو قبل ازیں کتاب دیگئی پھر ان پر مدتیں گزر گئیں اور انکے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق اور فاجر...... ہیں۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔

قصیدہ
دربیانِ فیضانِ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(نتیجۂ فکر مکرم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور)

یادِ محبوبے کنم اندر سجود — زارہ نالم در قیامات و قعود
داغِ پیشانی گزشت از آفتاب — دردِ پنہانی بہ عالم رُو نمود
چُوں محبّت پرتوے انداختہ — برگرفتہ عشق تا رنگِ شہود
داغ را دِل آفتابے نام کرد — آہِ ما صد آسماں پیدا نمود
قطرہ قطرہ چشم دل را باختہ — رستہ جاں از فکرتِ بُود و نبُود
جاں فدائے سیّدِ لولاکؐ باد — دِل نثارِ آں وجودِ باوجود
آنکہ طرحِ آشتی انداختہ — کردہ دلہا پاک از بُغض و عنود
آنکہ مارا بُردہ در بزمِ وجوب — یک قلم چوں زنگِ امکانی زدود
آنکہ اندر وصفِ خالِ رُوئے اُو — نکتہ ہا بر نکتہ ہا بر ما کشُود
مرجعِ حُسنِ اتم نورِ ہُدائے — منبعِ فیض و کرم احسان و جُود
بہرِ تبلیغِ ہدایت روز و شب — برملا گفت آنچہ از بالا شنود
در زمینِ مُردہ جانے در دمید — کشورِ ایمان و عرفاں اُکشُود
پایۂ اُو برتر از چرخِ بریں — سایۂ اُو سایۂ ربِّ ودُود
ہم وجودش جُودِ حق را مظہرے — ہم رقودش بُود نوعے از ہجود
میرود ہر لحظہ با اعدائے اُو — ماجرائے عاد و فرعون و ثمود
باخدا ہم عہد ہم عہدانِ اُو — رہروانِ راہِ اَوفُوا بِالعُقُود

اُو نبی آمد، نبی گر نیرّ ھم — حُسن و احسانش نگنجد در حدود
یافت ہر علم و ہُنر از وے طراز — ہر کہ مدحش گفت ایزد را سُتود

تا چہ خواہی از سرِ شعر و سُخن — غیرِ دام و درہم و نام و نمود
شب، چراغِ فکرہا افروختن — تا فرازِ آسماں کردن صعود
صبحگاہاں بردرِ میر و وزیر — حیف! پیشانی ہمے بائست سُود
خواستن با ہرزہ لائی ہائے خویش — دادیا امداد از مُشتے رُنودِ[1]
ہاں نشاید گفت جز نعتِ نبیؐ — ہم نباید سُفت جز دُرِّ دُرود
دلبرے با ایں جمالِ دلفروز — از نقابش بندے باید کشود
نعرہ ہا دیوانہ مے باید زدن — نغمہ ہا مستانہ مے شاید سرود

بعدِ چندیں انتظار و انتشار — ابنِ مریمؑ ز آسماں نامد فرود
ہم جلالش اوّلیں را برکشید — ہم جلالش آخریں را در ربود
آفتاب آمد برائے خفتگاں — تا کجا شاید بہ غفلت ہا غنُود
مُصلحِ موعودِ ادیان و مِلل — آیۂ بہرِ نصاریٰ و یہُود
بہرہ ور از خوانِ احسانش ہمہ — گبر و ترسا و مُسلمان و ہنُود

ماسے خواہیم نام اندر جہاں — ماسے داریم پروائے نمُود
ما قتیلِ آں نگاہِ نیم باز — گو مرا از من سراپا در ربُود
ما شہیدِ آں خدنگِ نیم کش — گو بدل در سے بہر لحظہ فزُود

[1] رُنود - جمع رِند [illegible]

ما علی الرغمِ حریفاں آمدیم — یک امام و یک جماعت یک وجود
ما همه وابستهٔ یک دامنیم — اندریں مارا همه بهبود و سود
بندِ ما و تو همه بر پائے ما — ناسزا دیوانگاں را ایں قیود
ره نباید ما و تو در بزمِ ما — پائے بر جا دار و مگذر از حدود

کارواں سالارِ ما فضلِ عمر — حجّتِ اسلامیاں بر تر نمود
مے نه بیند پایهٔ محمود را — خاک اندر کاسهٔ چشمِ حسود
خرقهٔ احراریاں شد چاک چاک — بسکه بودش کذب و باطل تار و پود
اے که بر ما تاختی بارِ دگر — آزموده را چه خواهی آزمود
پنجه با ما کرده پنجشاه سال — جز پشیمانی ترا حاصل نبود
رنگ و بوئے هر که ورزد در جهاں — رنگِ بشکستش[له] گہے دهد چرخِ کبود
رنگ و آبِ صادقاں دیگر بود — آشکارا البتّه آید دیر و زود
کشتکاری هست کارِ زندگی — آنچه مے کاری همان خواهی درود
تا چرا ایں هزل و هذیان و غرور — تا کجا ایں بغض و عدوان و عنود
با همه سنگِ جفائے دشمناں — ایں چمن را هیچ نقصانے نبود
دسته دسته نو بنو گلها شگفت — رفته رفته رونقِ بستاں فزود
مرغزارے را نموده مرغزار — ایزدِ منّانِ رحمٰن و ودود
دوشِ ما مظهرِ از سرِ وارفتگی — نکته بر احراریاں خوش مے سرود

"بشنوید اے مردگاں ما زنده ایم
اے شبانِ تیره ما تابنده ایم"

له رنگ بست ۔ پژمرده اور ناپائیدار رنگ *

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئ نبوت کی حقیقت

حضورؑ کی اپنی تحریرات میں سے دس اقتباس!

مرتبہ: حکیم محمد عبد اللطیف صاحب شاہد۔ ربوہ

پہلا حوالہ: "اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن کریم نے کھولا ہے۔ اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوتِ محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اسلئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اُس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوتِ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوتِ کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔[۱] اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا تھا کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور جن کے لئے یہ دُعا سکھائی گئی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان کے تمام افراد اِس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اِس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ اُمتِ محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قُوتِ فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قُوتِ قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اسکے وہ دُعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فردِ اُمت کو براہِ راست بغیر پیروی نورِ محمدیہ کے مل سکتا تو ختمِ نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔

[۱] باوجود اسکے یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد

اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوتِ محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوتِ محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے۔ ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے" (دیکھو الوصیت صفحہ ۱۳ تا ۱۵ اسائز خورد مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۵ء)

دوسرا حوالہ: "والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ بید انی سُمّیتُ نبیاً علی لسان خیر البریۃ وذٰلک امر ظلی من برکات المتابعۃ وما اریٰ فی نفسی خیراً ووجدت کلما وجدت من ھٰذہ النفس المقدسۃ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذٰلک او حسب نفسہ شیئاً او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویۃ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی

النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہٗ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ وواللہ ما حصل لی ھٰذا المقام الا من اتباع الاشعۃ المصطفویۃ وسُمّیتُ نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ فلا تھیج ھٰھنا غیرۃ اللہ ولا غیرۃ رسولہ فانی تحت جناح النبی وقدمی ھٰذہ تحت اقدام النبویۃ ثم ما قلت من نفسی شیئاً بل اتبعت ما اُوحی الیّ من ربی وما اخاف بعد ذٰلک تھدید الخلیقۃ وکل احدٍ یُسئل عن عملہ یوم القیامۃ ولا یخفیٰ علی اللہ خافیۃ" (استفتاء عربی ملحقہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳، ۶۴ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ ہجری)

ترجمہ از ناقل: "اور نبوت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ پس قرآن کریم کے بعد جو خیر الکتب ہے کوئی کتاب نہیں اور نہ شریعتِ محمدیہ کے سوا کوئی جدید شریعت ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میرا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر نبی رکھا گیا ہے۔ یہ نام ظلی طور پر رکھا گیا ہے۔ اور یہ فضیلت مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے حاصل ہوئی ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی بھلائی نہیں دیکھتا۔ اور جو کچھ مجھے ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے اور میری نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ والی نبوت قرار دی گئی ہے اور وہ شخص ملعون ہے جو اس سے زیادہ کسی بات کا دعویٰ کرے یا اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اپنی گردن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے جُوئے سے باہر نکالے۔ یقیناً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر سلسلۂ انبیاء ختم ہوگیا

...سی کا حق نہیں کہ حضورؐ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے ...ب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف کثرت مکالمہ کی نعمت ...تی ہے اور یہ بھی حضورؐ کی کامل پیروی سے حاصل ہوتی ہے (آپؐ کی اطاعت کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی) اور اللہ کی قسم مجھے یہ (کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا) مقام حضورؐ کی پیروی کی برکتوں سے حاصل ہوا۔ اور میرا نام اللہ پاک نے جو نبی رکھا ہے تو یہ مجازی طور پر ہے نہ کہ حقیقی طور پر (یعنی میں براہِ راست نبوت یا تشریعی نبوت کا مدعی نہیں بلکہ حضور سرورِ کائناتؐ کے واسطہ اور طفیل سے نعمتِ نبوت پانے والا ہوں۔ ناقل) پس اس جگہ الٰہی غیرت اور رسول پاکؐ کی غیرت اسے ناپسند نہیں کرتی۔ کیونکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تربیت یافتہ ہوں اور میرا قدم اپنے مقتداء کے قدموں پر ہے۔ نیز جو کچھ میں کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وحی الٰہی کی بنا پر کہتا ہوں اور اللہ اور رسولؐ کے مقابلہ میں کسی ملامت گر سے نہیں ڈرتا۔ نہ کسی کی دھمکی کو خاطر میں لاتا ہوں۔ بہرحال قیامت کو ہر ایک اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا اور اللہ پاک پر کوئی بات پوشیدہ نہیں۔"

تیسرا حوالہ:۔ "اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اسی کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلٍّ ان یصطلح۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ مطبوعہ ۱۹۰۷ء سنہ)

چوتھا حوالہ:۔ "پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۹۰۷ء سنہ)

پانچواں حوالہ:۔ "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانی کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے مقامِ نبوت تک پہنچایا اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظِل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اِس وجہ سے حدیث اور الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ ۱۹۰۷ء سنہ)

چھٹا حوالہ:۔ "کوئی شخص اِس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی اُمتی نہیں کہلا سکتا مگر میں اُمتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی

نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیلِ مشابہت ہو۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

ساتواں حوالہ:- "اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے علیحدہ ہو کر کیا جاوے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اس کی وحی میں اُمتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں۔ کیونکہ یہ نبوت بباعث اُمتی ہونے کے در اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۲)

آٹھواں حوالہ:- "نبوتِ تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے وہ منقطع ہو چکی ہے لیکن وہ نبوت جس میں مبشرات کے سوا کچھ بھی نہیں وہ قیامت تک باقی ہے۔" (توضیح مرام صفحہ ۲۰)

نواں حوالہ:- "اور یہ نعمت خدا کے کلام اور اسی کی تاثیر اور برکت سے وہ لوگ جو قرآن شریف کی اتباع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسول مقبول پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کو تمام مخلوق اور تمام نبیوں اور تمام مقدسوں اور تمام اُن چیزوں پر جو ظہور پذیر ہوئیں یا آئندہ ہوں بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں وہ بھی ان نعمتوں سے اب تک حصہ پاتے ہیں۔ اور جو شربت موسیٰ و مسیح کو پلایا گیا وہی شربت نہایت کثرت سے، نہایت لطافت سے، نہایت لذت سے پیتے ہیں اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور ان میں روشن ہیں۔ بنی یعقوب کے پیغمبروں کی اُن میں برکتیں ہیں۔

سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے جس کے ناچیز خادم، جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اُمت، جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللھم صل علیٰ نبیک وحبیبک سید الانبیاء و افضل الرسل وخیر المرسلین وخاتم النبیین محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۷)

دسواں حوالہ:- "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین پر دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا۔ مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اسی کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب

قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اسکے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو در حقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلّی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوتِ محمدیہ کا ظلّ ہے۔ یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ ہوتا رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ نادان آدمی جو در اصل دشمن دین ہے اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا جاری رہے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اور مُردہ مذہبوں کی طرح ایک مُردہ مذہب ہو جائے۔ مگر خدا نہیں چاہتا۔"

(چشمہ معرفت مطبوعہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵)

حضرت خاتم النبیینؐ روحانی طیورِ حدیث کے سلطانِ مطلق ہیں

مندرجہ ذیل فارسی اشعار حضرت عطار رحؒ کی شہرۂ آفاق کتاب منطق الطیر کے طویل قصیدے سے ماخوذ ہیں۔ ان میں انہوں نے صوفیانہ انداز میں ہُدہُد کی زبان سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کو بیان فرمایا ہے۔ اہلِ ذوق لطف اندوز ہوں گے ——— (ایڈیٹر)

ہست مارا پادشاہی بے خلاف — در پس کوہے کہ ہست آں کوہ قاف
نامِ او سیمرغ و سلطانِ طیور — او بما نزدیک و ما زو دور دور
بر درختے بس بلند آرام او — نیست حد ہر زبانے نام او
صد ہزاران پردہ دارد بیشتر — ہم ز نور و ہم ز ظلمت پیشتر
در دو عالم نیست کس را زہرۂ — کو تواند یافت ازوے بہرۂ
دائما او پادشاہِ مطلق است — در کمالِ عزّ خود مستغرق است
رہ بسر ناید بخود آنجا کہ اوست — کے رسد علم و خرد آنجا کہ اوست
نہ بدو رہ نہ شکیبائی ازو — صد ہزاراں خلق سودائی ازو
وصفِ او چون کارِ جانِ پاک نیست — عقل را سرمایۂ ادراک نیست
لاجرم ہم عقل ہم جاں خیرہ ماند — در صفاتش بادو چشم تیرہ ماند
ہیچ دانائے کمالِ او ندید — ہیچ بینائے جمالِ او ندید

خاتم النبیّن کے معنوں کی تحقیق عربی زبان کی روشنی میں!

اِس قسم کا مرکّب اضافی صرف افضل کے معنوں میں آتا ہے!!

قرآن مجید فصیح ترین عربی میں نازل ہوا ہے۔ خاتم النبیّن کے معنے عربی زبان کے استعمال اور محاورات کے رُو سے معلوم کرنے ضروری ہیں۔ خاتم النبیّن بمضاف اور مضاف الیہ ہونیکی وجہ سے مرکب اضافی کہلاتا ہے۔ پہلے ان لفظوں کی لغوی تحقیق ہونی چاہیئے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ خاتم کے معنے مُہر اور انگوٹھی کے ہوتے ہیں۔ خاتَم اگر تاء کی زبر سے ہو تو اس کے معنے بالاتفاق مُہر کے ہوتے ہیں۔ لِمَا یُخْتَمُ بِہٖ کے معنے دیتا ہے۔ اور اگر خاتِم تاء کی زیر سے پڑھا جائے تو اس کے دو معنے ہوتے ہیں، (۱) مُہر (۲) مُہر لگانے والا۔ گویا اس صورت میں یہ اسم فاعل کے معنے بھی دیتا ہے۔ مگر اس کے ایک معنے خاتِم بکسر تاء ہونے کی صورت میں بھی مُہر کے ہوتے ہیں۔ لُغت کی کتاب میں لکھا ہے:۔

"والخاتَمُ مایوضع علی الطینة وحلی للاصبع کالخاتم والخاتام والخیتام" (القاموس المحیط)

قرآن مجید کی مشہور قراءت میں خاتَم آیا ہے جس کے معنے مفرد ہونے کی صورت میں بہرحال مُہر کے ہیں۔ خاتِم کی قراءت کے رو سے بھی اس کے معنے مُہر کے ثابت ہیں اسلئے لفظ خاتم النبیّن میں خاتم کے معنے مُہر کے ہی ہونے چاہئیں۔ اسی لئے مترجم قرآن مجید میں بالعموم "نبیوں کی مُہر" ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ تاہم اسم فاعل کے معنوں کے پیش نظر "ختم کرنے والا" معنے بھی درست ہیں۔ لفظ خَتْم کے معنے امام راغب کی لغت میں حسب ذیل لکھے ہیں:۔

"الختم والطبع یقال علی وجہین، مصدر ختمت و طبعت وھو تاثیر الشئ کنقش الخاتم والطابع، والثانی الاثر الحاصل عن النقش ویتجوز بذالك تارۃ فی الاستیثاق من الشئ والمنع منه اعتبارًا بما یحصل من المنع بالختم علی الکتب والابواب نحو خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وختم علی سمعه وقلبه و تارۃ فی تحصیل اثر عن شئ اعتبارًا بالنقش الحاصل و تارۃ یعتبر منه بلوغ الاخر...الخ"

کہ لفظ ختم اور طبع کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے۔ (۱) فعل خَتَمَ اور طَبَعَ کے مصدر کے طور پر یعنی کسی چیز کا دوسری پر اثر انداز ہونا جیسا کہ مُہر یا انگوٹھی سے نقش کرنا۔ (۲) نقش پیدا کرنے کے نتیجہ میں پیدا شدہ اثر

یا نقش کو بھی ختم کہتے ہیں۔ یہ دو نو ختم کے حقیقی معنے ہیں، **مجازی** طور پر اس کے معنے مضبوطی سے بند کرنے اور روکنے کے بھی ہوتے ہیں اور یہ کتابوں اور دروازوں پر مُہر کرنے سے ماخوذ ہیں کبھی کبھی اس کے معنے نقش حاصل کے اعتبار سے کسی چیز کے ذریعہ نقش پیدا کرانے کے بھی ہوتے ہیں کبھی اس کے معنے آخر تک پہنچنے کے بھی ہوتے ہیں۔"

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ لفظ ختم کے حقیقی معنے مُہر سے نشان لگانے کے ہیں یا خود اس نشان کے ہیں جو مُہر لگانے سے پیدا ہوتا ہے۔ استعمال اور محاورہ میں جب کسی کمال کے لئے ختم کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اسکے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس کمال کے انتہائی درجہ کو حاصل کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت فریدالدین عطارؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں ؎

ختم کردہ عدل و انصافش بحق
تا فراست بردہ از مرداں سبق

(منطق الطیر ص۲۹)

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عدل و انصاف ختم ہو گیا یعنی آپ عدل و انصاف کرنے میں درجۂ کمال پر تھے۔

جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:۔

"سو جس میں اس صفت کا زیادہ ظہور ہو جو خاتم الصفات ہو یعنی اس سے اوپر اور صفت ممکن الظہور یعنی لائق انتقال و عطائے مخلوقات نہ ہو وہ شخص مخلوقات میں خاتم المراتب ہوگا اور وہی شخص سب کا سردار اور سب سے افضل ہوگا۔"

(رسالہ انتصار الاسلام ص۴۵)

جناب مولوی الطاف حسین صاحب حالی شیخ سعدی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ہمارے نزدیک جس طرح طعن و ضرب اور جنگ و حرب کا بیان فردوسی پر ختم ہے اسی طرح اخلاق، نصیحت و پند، عشق و جوانی، ظرافت و مزاح، زہد و ریاء وغیرہ کا بیان شیخ (شیخ سعدی) پر ختم ہے۔"

(رسالہ حیات سعدی ص۱۰۱)

لفظ ختم کے استعمال کا یہ طریق عربی، فارسی اور اردو میں شائع و متعارف ہے۔ الفرقان کے اس نمبر میں اسکی متعدد مثالیں مختلف مضامین میں موجود ہیں۔

آیتِ قرآنی میں لفظ خاتم مضاف ہے اور النبیین مضاف الیہ۔ النبیین پر جو الف لام (اَل) آیا ہے اگر یہ عہد خارجی کا ہو تو اس سے آنحضرتؐ کا انبیاء سابقین یعنی شریعت لانے والے اور براہِ راست نبوت پانیوالے نبیوں کا خاتم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اَل عہد ذہنی کے لئے ہو تو اس میں انبیاء کے تمام افراد مقدرہ بھی شامل ہونگے۔ ایک صورت اَل کا استغراق کے لئے ہونا ہے اور یہ زیادہ انسب ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء سب نبیوں کے خاتم قرار پائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ عربی زبان میں خاتم بصورت مرکب اضافی کیا معنے رکھتا ہے؟ استقراءِ لسان عربی سے یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہو کہ جب لفظِ خاتم کسی

صاحبِ کمال جماعت کی طرف مضاف ہو اور اس مرکب اضافی کا استعمال مقام مدح پر ہوا ہو تو اس کے معنے اس جماعت کے اکمل اور افضل فرد کے سوا اور کچھ نہیں ہوتے۔ مَیں نے جہاں تک عربی زبان کا مطالعہ کیا ہے اِس قاعدہ کے خلاف ایک مثال نہیں پائی۔ ہندوستان میں بھی اور مصر و فلسطین کے قیام کے عرصہ میں وہاں بھی علماء سے اِس بارے میں استفسار کیا، انہیں چیلنج کیا مگر وہ اِس قاعدہ کے خلاف ایک مثال پیش نہ کر سکے۔ کافی عرصہ گزرا کہ مَیں نے مندرجہ ذیل چالیس ۴۰ استعمالات شائع کئے تھے۔ مَیں انہیں اِس جگہ پھر درج کرتا ہوں:۔

خاتم کے بصورت مرکبِ اضافی استعمال کی چالیس ۴۰ مثالیں

(۱) ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا ہے۔
(وفیات الاعیان جلد اوّل)

(۲) ابو الطیب کو خاتم الشعراء کہا گیا ہے۔
(مقدمہ دیوان المتنبی مصری صـ ی)

(۳) دراصل ابو العلا المعری خاتم الشعراء تھا۔
(حوالہ مذکورہ حاشیہ)

(۴) شیخ علی حزیں کو ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھتے ہیں۔
(حیاتِ سعدی صـ ۱۱۷)

(۵) حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم الشعراء سمجھا جاتا ہے۔
(حیاتِ سعدی صـ ۸۷)

(۶) حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں۔ (تفسیر صافی سورۂ احزاب)

(۷) امام شافعی خاتم الاولیاء تھے۔
(التحفۃ السُنیۃ صـ ۴۵)

(۸) شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے۔
(سرورق فتوحات مکیہ)

(۹) کافور خاتم الکرام تھا۔
(شرح دیوان المتنبی صـ ۳۰۴)

(۱۰) امام محمد عبدہ مصری خاتمۃ الائمہ تھے۔
(تفسیر الفاتحہ صـ ۱۴۸)

(۱۱) السید احمد السنوسی خاتمۃ المجاہدین تھے۔
(اخبار الجامعۃ الاسلامیہ فلسطین ۲۷ محرم سنہ ۱۳۵۲ھ)

(۱۲) احمد بن ادریس کو خاتمۃ العلماء المحققین کہا گیا ہے۔
(العقد النفیس)

(۱۳) ابو الفضل الآلوسی کو خاتمۃ المحققین لکھا ہے۔
(ٹائیٹل پیج تفسیر رُوح المعانی)

(۱۴) شیخ الازہر سلیم البشری کو خاتم المحققین قرار دیا گیا ہے۔
(الحراب صـ ۳۷۲)

(۱۵) امام سیوطی کو خاتمۃ المحققین لکھا گیا ہے۔
(سرورق تفسیر اتقان)

(۱۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے۔ (عجالہ نافعہ جلد اوّل)

(۱۷) الشیخ شمس الدین خاتمۃ الحفاظ تھے۔
(التجرید الصریح مقدمہ صـ ۴)

(۱۸) سب سے بڑا ولی خاتم الاولیاء ہوتا ہے۔
(تذکرۃ الاولیاء صـ ۴۲۲)

(۱۹) ترقی کرتے کرتے ولی خاتم الاولیاء بن جاتا ہے (فتوح الغیب صـ ۴۳)

(۲۰) الشیخ بخیت کو خاتمۃ الفقہاء مانا جاتا ہے۔
(اخبار الصراط المستقیم یافا ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ)

(۲۱) شیخ رشید رضا کو خاتمۃ المفسرین قرار دیا گیا۔
(الجامعۃ الاسلامیۃ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

(۲۲) شیخ عبدالحق صاحب خاتمۃ الفقہاء تھے۔
(تفسیر الاکلیل سرورق)

(۲۳) الشیخ محمد بخیت خاتمۃ المحققین تھے۔
(الاسلام مصر۔ شعبان ۱۳۵۴ھ)

(۲۴) افضل ترین ولی خاتم الولایت ہوتا ہے
(مقدمہ ابن خلدون ص۲۷۱)

(۲۵) شاہ عبدالعزیز صاحب خاتم المحدثین والمفسرین تھے
(ہدیۃ الشیعہ ص۴)

(۲۶) انسان خاتم المخلوقات الجسمانیہ ہے۔
(تفسیر کبیر جلد ۶ ص۲۲ مطبوعہ مصر)

(۲۷) الشیخ محمد بن عبداللہ خاتمۃ الحفاظ تھے۔
(الرسائل النادرۃ ص۳)

(۲۸) علامہ سعدالدین تفتازانی خاتمۃ المحققین تھے۔
(شرح حدیث الاربعین صفحہ اوّل)

(۲۹) ابن حجر العسقلانی خاتمۃ الحفاظ ہیں۔
(طبقات المدلسین سرورق)

(۳۰) مولوی محمد قاسم صاحب کو خاتم المفسرین لکھا گیا۔
(اسرار قرآنی ٹائیٹل پیج)

(۳۱) امام سیوطی خاتمۃ المحدثین تھے۔
(ہدیۃ الشیعہ ص۲۱۰)

(۳۲) بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے۔ (حجۃ الاسلام ص۳۵)

(۳۳) آنحضرت صلعم خاتم الکاملین تھے۔ (حجۃ الاسلام ص۳۵)

(۳۴) انسانیت کا مرتبہ خاتم المراتب ہے اور آنحضرت صلعم خاتم الکمالات ہیں (علم الکتاب ص۱۴۰)

(۳۵) حضرت عیسیٰؑ خاتم الاصفیاء الائمہ ہیں۔
(بقیۃ المتقدمین ص۱۸۴)

(۳۶) حضرت علیؓ خاتم الاوصیاء تھے۔ (منار الہدیٰ ص۱۰۶)

(۳۷) رسول مقبول صلعم خاتم المعلمین تھے۔
(الصراط السوی مصنفہ علامہ محمد سبطین)

(۳۸) الشیخ الصدوق کو خاتم المحدثین لکھا ہے۔
(کتاب من لا یحضرہ الفقیہ)

(۳۹) آنحضرتؐ خاتم المومنین خاتم العارفین بھی ہیں۔
(ملفوظات احمد جلد ۱ ص۳۲۷)

(۴۰) عقل انسانی عطیات الٰہیہ وجود، زندگی اور قدرت کی خاتم الخلع ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص۳۱)

میرا خیال ہے کہ اگر ایسی مثالوں کا استقصاء کیا جائے تو صدہا مثالیں مل سکتی ہیں مگر اسکے برخلاف ایک مثال نہیں دی جا سکتی۔

پس خاتم النبیین کے معنے عربی زبان کی تحقیق کے مطابق صرف یہی ہیں کہ آپؐ افضل النبیین اور اکمل المرسلین ہیں۔ آپؐ کا افضل النبیین ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ سے بڑا یا آپ کا ہمسر کوئی نہ ہو، آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہ آئے افاضۂ کمال کے ثبوت کیلئے تابع اور ظلی نبی آتے رہیں۔

سچ ہے ~ ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

خاتمیت محمدیہ جامعیت کمالات نبوت کا بلند ترین مقام ہے

علماء محققین کے دس ضروری حوالہ جات!

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری

سلف صالحین اور علماء محققین نے غور و فکر کے بعد خاتمیت محمدیہ کی جو تشریح کی ہے وہ حضرت امام زرقانیؒ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"ذکر العلماء فی حکمة کونه خاتم النبیین والمرسلین اوجهاً منها ان یکون الختم بالرحمة وارادة الله ان لا یطول مکث امته تحت الارض اکراماً له وان لا ینسخ شریعته بل من شرفه نسخها لجمیع الشرائع ولهذا اذا نزل عیسٰی انما یحکم بها" (زرقانی جلد ۳ ص ۱۳۸)

گویا پہلے علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے دو مطلب لئے ہیں (۱) آپ کی شریعت نے تمام سابقہ شرائع کو منسوخ کر دیا اسی لئے حضرت مسیح آمد ثانی میں قرآنی شریعت پر عامل ہونگے (۲) آپ کا خاتم النبیین ہونا امت کیلئے رحمت ہے آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ امت کو زیادہ دیر تک زمین کے نیچے نہ رکھیگا گویا سابقہ شریعتوں کا نسخ اور ختم بالرحمة خاتم النبیین کے دو مفہوم ہیں۔ حوالہ جات ذیل اس باب میں خاص طور پر قابل توجہ ہیں:۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ختم به النبیون ای لا یوجد من یامره الله سبحانه بالتشریع علی الناس"۔ (رسالہ تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص ۷۲ مطبوعہ برقی پریس بجنور)

ترجمہ:۔ آپ پر بایں معنی نبی ختم ہوئے ہیں کہ اب ایسے لوگ نہیں ہونگے

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جن کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دیکر مامور کرے۔

(۲) حنفی امام حضرت ملا علی القاری لکھتے ہیں:۔

"قوله خاتم النبیین اذ المعنی انه لا یأتی نبی ینسخ ملته ولم یکن من امته" (موضوعات کبیر ص ۶۹)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ اب ایسا نبی نہ آئیگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔

(۳) حضرت السید عبد الکریم الجیلی لکھتے ہیں:۔

"فانقطع حکم نبوة التشریع بعده وکان محمد صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین" (الانسان الکامل باب ۳۶)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت منقطع ہوگئی اور اس طرح آپ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوگیا۔

(۴) جناب نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے:۔

"لا نبی بعدی آیا ہے جسکے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئیگا" (اقتراب الساعة ص ۱۶۲)

(۵) حضرت امام محمد طاہر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"هذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه" کہ یہ امر لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی تھی کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

ان پانچ حوالہ جات سے ثابت ہے کہ محقق علمائے خاتم النبیین سے انقطاع نبوت تشریعی مراد لی ہے مطلق نبوت کا انقطاع مراد نہیں لیا۔

خاتمیت کا دوسرا مفہوم فضیلت یا ختم بالرتبہ ہے

اس کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات قابلِ توجہ ہیں:۔

(۱) حضرت امام فخر الدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فاعطاهم العقل وبعث فی ارواحهم نور البصیرة وجوهر الهداية فعند هذه الدرجة فازوا بالخلع الاربع - الوجود، والحياة، والقدرة، والعقل فالعقل خاتم الكل والخاتم يجب ان يكون افضل الا ترى ان رسولنا صلى الله عليه وسلم لما كان خاتم النبيين كان افضل الانبياء عليهم الصلوة والسلام والانسان لما كان خاتم المخلوقات الجسمانية كان افضلها فكذلك العقل لما كان خاتم الخلع الفائضة من حضرة ذى الجلال كان افضل الخلع واكملها" (تفسیر کبیر امام رازی جلد ۲ ص ۲۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل عطا فرمائی اور ان کی روحوں میں نورِ بصیرت اور جوہرِ ہدایت پیدا فرمایا۔ اس موقع پر انہیں چار خلعتیں نصیب ہوئیں (۱) وجود (۲) زندگی (۳) قدرت (۴) عقل۔ اور عقل ان تمام خلعتوں کی خاتم ہے اور خاتم کیلئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونیکی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے اور انسان جسمانی مخلوقات کا خاتم قرار پانیکے باعث سب سے افضل ٹھہرا۔ اسی طرح عقل جب ان خلعتوں کی خاتم ہے تو ضرور ہے کہ وہ ان سب سے افضل و اکمل ہو۔"

(۲) علامہ ابن خلدون تحریر فرماتے ہیں:۔

"ويمثلون الولاية فی تفاوت مراتبها بالنبوة و يجعلون صاحب الكمال فيها خاتم الاولياء ای حائزا للمرتبة التی هی خاتمة الولاية كما كان خاتم الانبياء حائزا للمرتبة التی هی خاتمة النبوة" (مقدمہ تاریخ ابن خلدون ص ۲۷۱ و ص ۲۷۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ ولایت کو اپنے تفاوتِ مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اسمیں کامل ولی کو خاتم الاولیاء ٹھہراتے ہیں یعنی اس مرتبہ کا پانیوالا جو ولایت کا خاتمہ ہے جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانیوالے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔"

(۳) حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجذوب کیلئے چند درجے ہیں بعض کو ان سے ایک تہائی دیتے ہیں اور بعض کو دو تہائی اور بعض کو آدھے سے زیادہ۔ جبکہ اس درجہ کو پہنچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصے کے سبب سے تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور خاتم الاولیاء ہوتا ہے اور سردار تمام ولیوں کا جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء تھے۔" (تذکرۃ الاولیاء ص ۵۳۷ مطبوعہ کانپور)

(۴) حضرت خواجہ میر درد صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

"طریقہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سب طریقوں پر ترجیح رکھتا ہے اور خاتم الطرق ہے جس طرح سے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم جمیع نبوت و رسالت کی ہے فالحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین۔ اس طریقہ سے اگلے طریقے اسکی مبادی تھے اور اسکے بعد جو طریقے قیامت تک پیدا ہونگے اس طریقہ کی شاخیں اور شعبہ ہونگے۔ لہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون۔ اور یہ طریقہ محمدیہ خالصہ ازل سے لیکر ابد تک سب نسبتوں پر حاوی ہے۔" (کتاب میخانہ درد ص ۱۲۸)

(۵) حضرت امام زرقانیؒ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"فمعناه احسن الانبياء خلقا وخلقا لانه صلى الله عليه وسلم جمال الانبياء كالخاتم الذی يتجمل به" (زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ ص ۱۶۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ لفظ خاتم النبیین کے معنے ہیں ایسا وجود جو اپنے ظاہری و باطنی کمال میں سب نبیوں سے بہتر اور افضل ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کیلئے بطور زینت کا موجب ہیں جس طرح انگوٹھی کو زینت کیلئے اختیار کیا جاتا ہے۔" ـــــ ان متوخر الذکر پانچ حوالہ جات سے ثابت ہے کہ خاتم النبیین کے معنے افضل الانبیاء ہیں۔

سلف صالحین خاتمیت محمدیہ کے [illegible]

معنوں کے لحاظ سے جماعت احمدیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ✦

قیامت کے دن خاتمیتِ محمدیہ کا ظہور کیونکر ہوگا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل آنے والے نبی آپ سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ بعد میں ظاہر ہونیوالے ظلی اور اُمتی نبی ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا عملی مظاہرہ نبیوں کی موجودگی میں اِس دُنیا میں نہیں ہوا۔ خاتمیت کا عملی ظہور حشر کے روز یوں ہوگا:۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "اَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ اللّٰہِ مَقَامًا یَغْبِطُنِیَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔ کہ میں حشر کے دن اللہ تعالیٰ کے دائیں طرف ایسے مقام پر کھڑا ہونگا کہ سب اوّلین و آخرین مجھے رشک کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی صـ۴۹۳)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ کہ میں ازراہِ فخر نہیں بلکہ ازراہِ حقیقت کہتا ہوں کہ قیامت کے دن مَیں عملی طور پر بھی تمام آدمزادوں کا سردار ہوں گا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور سب انبیاءؑ آدمؑ اور ان کے علاوہ دوسرے تمام نبی اُس دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح صـ۴۸۹ بحوالہ مسند احمدؒ، ترمذی، ابن ماجہ)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ۔ کہ مَیں قیامت کے دن تمام نبیوں کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا۔ (زرقانی جلد ۳ صـ۱۲۸)

(۴) حشر کے روز سب نبی شفاعت کرنے سے انکار کرینگے۔ سب لوگ عالَم پریشانی میں حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئینگے۔ آپ فرماتے ہیں:۔ فَاَقُوْلُ اَنَا لَھَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ وَیُلْھِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُہٗ بِھَا لَا تَحْضُرُنِی الْاٰنَ فَاَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَہٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ کہ میں کہونگا کہ ہاں مَیں شفاعت کرونگا میں ہی اس کا اہل ہوں۔ مَیں اللہ کے حضور طالبِ اذن ہونگا اللہ تعالیٰ مجھے اذن دیگا اور مجھے ایسی تعریفیں الہاماً بتلائیگا جو مَیں آج نہیں جانتا۔ مَیں سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی وہ تعریفیں کروں گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے محمدؐ! اپنا سر اُٹھا۔ تیری بات سُنی گئی اور تیرا مطالبہ پُورا کر دیا گیا تُو شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح صـ۴۸۸)

معزز بھائیو! خاتمیتِ محمدیہ کا یہ کامل مظاہرہ ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّد الاوّلین و الآخرین ہونا ثابت ہے اور یہی خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل بنائے۔ آمین! +

نہائت مفید رسالے اور ٹریکٹ

مقامات النساء - یہ رسالہ عورتوں کے متعلق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی یک صد احادیث کا مجموعہ ہے احادیث کا ترجمہ اور تشریح بھی کی گئی ہے - عورت کا مقام بلحاظ ماں - بہن - بیوی - اور بیٹی کے واضح کیا گیا ہے　　قیمت ایک روپیہ

نبراس المومنین - بچوں کے لئے ایک سو احادیث باترجمہ مرتب کی گئی ہیں　　قیمت چھ آنے

البرہان - ایک شیعہ عالم اور ایک احمدی عالم کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر تحریری مباحثہ ہوا تھا قابل دید ہے قیمت چار آنہ

خاتم النبیین کے بہترین معنی -

اس موضوع پر مختصر اور جامع ٹریکٹ ہے　　قیمت یکصد رسالہ پانچ روپے

New Discovery about the Life of Jesus

یہ انگریزی اردو اور عربی زبان کا نہائت مفید ٹریکٹ ہے اس میں انسائیکلو پیڈیا کے حوالہ سے حضرت مسیح کی تصاویر بھی دی گئی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ آپ نے بڑھاپے تک لمبی عمر پائی تھی

اسکے علاوہ

سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب بالخصوص حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر کی تصنیفات ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں -

جملہ خط و کتابت بنام -

مینیجر **مکتبہ الفرقان - احمد نگر ضلع جھنگ**